فائرنگ کی آواز سے ماحول جھنجنا اٹھا تھا۔ جسپال کے سامنے ہرپریت تھی اچانک ہی سڑک پر گر گئی تھی' اس کے پیچھے کار تھی' جس میں وہ حملہ آور آئے تھے۔ پھر سڑک کے دوسری طرف دور وہ سڑک پر وہ موٹر سائیکل والے تھے۔ جسپال نے لمحوں میں فیصلہ کرلیا کہ اسے کیا کرنا ہے' یہ تو اسے پورا یقین تھا کہ ہرپریت کو گولی لگ چکی ہے۔ اسے سنبھالنے والے وہاں پر کوئی اور ہو نہ ہو لیکن کیشیو مہرہ تو تھا۔ اس کی کوشش تھی کہ وہ حملہ آوروں کو ہاتھ سے نہ نکلنے دے۔ یہ فیصلہ اس نے لمحے کے ہزارویں حصے میں کرلیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ چلتی ٹریفک کی پرواہ کیے بغیر حملہ آوروں کی طرف دوڑا۔ اس کا رخ اس جانب سے تھا، جدھر حملہ آوروں کا منہ تھا۔ فطری طور پر انہوں نے سامنے ہی کی طرف بھاگنا تھا' اگر وہ اپنا موٹر سائیکل موڑتے تو اس میں انہیں وقت لگنا تھا' یا پھر نیا فائر کرنے کے لیے اسے گن تو سیدھی کرنا ہی تھی۔ جسپال کو اپنی جانب لپکتا دیکھ کر موٹر سائیکل سوار نے فرار ہونا چاہا۔ اس نے گیئر تو پہلے ہی لگایا ہوا تھا۔ جب تک جسپال ان کے قریب پہنچا' انہوں نے موٹر سائیکل دوڑا لی' تبھی اس کا ہاتھ فائر کرنے والے اس شخص کو لگا جو پیچھے بیٹھا ہوا تھا' ہاتھ کچھ اس طرح پڑا تھا کہ موٹر سائیکل ڈگمگا گئی۔ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائے۔ پیچھے والا جسپال کے قابو میں آ گیا تھا۔ لیکن موٹر سائیکل چلانے والا توازن نہ ہونے کے باوجود بھی ڈگمگاتا ہوا نکل گیا۔ حملہ آور جیسے ہی زمین پر گرا وہ سپرنگ کی مانند اچھلا' اس نے گن سنبھالنے اور اٹھانے کی بھی زحمت نہیں کی اور بھاگ نکلا۔ جسپال اس کے پیچھے تھا۔ وہ سڑک پار کر کے گیتا کالونی کی مخالف سمت میں تیر ہو گیا۔ جسپال نے اسے نگاہوں میں رکھا اور اس کے تعاقب میں پوری قوت سے دوڑا۔ ان کے درمیان میں تھوڑا سا ہی فاصلہ تھا۔ وہ اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ رہا تھا کہ پکڑا نہ جاؤں اور یہ پوری قوت صرف کر کے اسے اس لیے پکڑ لینا چاہتا تھا کہ اس حملہ آور کے پیچھے کون ہے' وہ اسے بے نقاب کرنا چاہتا تھا' وہ سڑک سانپ کی آنت کی مانند پھیلتی ہی چلی جا رہی تھی۔ تاہم لمحہ بہ لمحہ ان کے درمیان فاصلہ کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔ جیسے ہی ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ گیا' جسپال نے پوری قوت صرف کی اور اس پر چھلانگ لگا دی۔ یہ داؤ کارگر ثابت ہوا' حملہ آور اس کے شکنجے میں آ گیا۔ دونوں سڑک پر جا گرے' حملہ آور نے جس قدر مزاحمت کی' جسپال نے اسی قدر اسے تھپڑوں اور گھونسوں پر رکھ لیا۔ چند لمحے ہی گزرے ہوں گے' حملہ آور ہانپ گیا مگر جسپال نے اسے نہیں چھوڑا' اس نے حملہ آور کو ٹھوکروں پر رکھ لیا۔ یہاں تک کہ حملہ آور نے مزاحمت ترک کر دی۔ اور بے جان ہو کر سڑک پر پھیل گیا۔

یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ بھری سڑک پر دو آدمی لڑ رہے ہوں اور ان کے گرد تماشائی اکٹھے نہ ہوں' جن لوگوں نے سڑک پر فائر ہوتے دیکھا تھا' ان میں سے کچھ لوگ بھی جسپال کے پیچھے آ گئے تھے۔ جسپال نے شدت جذبات سے اس کی پسلی میں ٹھوکر مارتے ہوئے پوچھا۔

''بول' کیوں کیا فائر.....؟''

''نہیں بتاؤں گا..... تو چاہے مجھے مار دے.....'' نیچے پڑے ہوئے لڑکے نے بے جان سی آواز میں کہا۔ اور یوں ہو گیا جیسے بے ہوش ہو۔ لاشعوری طور پر جسپال کے ذہن میں ہرپریت کا بھی خیال تھا۔ نجانے وہاں کیا منظر ہو گا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا' ایک سائیکل رکشہ قریب کھڑا تھا' جسپال نے اسے بلایا وہ قریب آیا تو اس نے حملہ آور کو اٹھا کر اس پر تقریباً پھینک دیا' پھر خود سوار ہو کر سڑک کی جانب چلنے کا کہا۔ وہ لوگوں کو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حیران و پریشان چھوڑ کر سڑک کی جانب چل دیئے۔

گیتا کالونی کے سامنے اچھا خاصا رش لگا ہوا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں پولیس بھی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے ایک پولیس والے کو مخاطب کیا اور حملہ آور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ ہے فائر کرنے والا حملہ آور..... گرفتار کریں اس کو۔''

پھر اس نے کیشو مہرہ اور ہرپریت کو دیکھنے کی کوشش کی' مگر وہ وہاں نہیں تھے۔

''وہ آپ کے ساتھ تھی.....'' ایک پولیس والے نے پوچھا' پھر بے ہوش حملہ آور کی طرف دیکھا۔

''ہاں' کدھر ہے اب وہ.....؟'' جسپال نے تیزی سے پوچھا۔

''انہیں یہاں قریب ہی ایک نجی ہسپتال لے گئے ہیں۔ گولی کندھے میں لگی ہے' ممکن ہے ایک سے زیادہ فائر ہوں۔''

''آپ کس تھانے سے ہیں' اور یہ.....'' جسپال کے لفظ منہ ہی میں تھے کہ اس کا سیل فون بج اٹھا' اس نے فوراً ریسیو کیا کیونکہ وہ مہرہ کا فون تھا۔

''بولیں' ہرپریت خیریت سے تو ہے؟''

''گولی لگی ہے آخر..... تم کہاں ہو؟'' اس نے پوچھا تو جسپال نے انتہائی اختصار سے سارا واقعہ سنا دیا۔ تبھی مہرہ بولا۔ ''پولیس کو میں نے ہی فون کیا تھا۔ یہاں پر جو انچارج ہے' سیوا رام سنگھ' اس سے میری بات کراؤ۔ پھر اپنی گاڑی لے کر آ جاؤ۔ پتہ میں تمہیں بعد میں سمجھاتا ہوں۔''

جسپال نے سیوا رام سنگھ کو فون دیا جو اس سے ذرا فاصلے پر کھڑا تھا' وہ ایک دو منٹ اس کی بات سنتا رہا' پھر فون واپس جسپال کی جانب بڑھا دیا۔ اس نے کہا۔

''ہاں بولو مہرہ۔''

''میں نے اس کے ذمے لگا دیا ہے' اب تم فوراً یہاں آ جاؤ' باقی میں سنبھال لیتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے پتہ سمجھایا اور فون بند کر دیا۔ اس نے ایک نگاہ حملہ آور پر ڈالی اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چل دیا۔

تقریباً پندرہ منٹ کی تلاش کے بعد وہ ہسپتال کی پارکنگ تک جا پہنچا۔ وہ تیزی سے کاؤنٹر تک گیا' جہاں سے اسے ایمرجنسی کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ وہاں جا پہنچا' تو کیشو مہرہ نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

''بلڈ کا بندوبست ہو گیا ہے۔ ابھی ڈاکٹر اسے آپریشن کے لیے لے جانے والے ہیں۔ تم سنبھالو' میں پتہ کرتا ہوں کہ یہ معاملہ کیا ہے؟''

''کون ہے.....؟'' جسپال نے سرد سے لہجے میں کہا تو کیشو نے سر ہلاتے ہوئے اس کے کاندھے کو تھپکا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

صبح کی چمکتی ہوئی دھوپ ہر جانب پھیل چکی تھی۔ دلبر کے گھر کے سامنے شامیانے نصب تھے اور لوگ علاقے بھر سے جمع ہو رہے تھے۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ ان میں دلبر کے لیے خلوص رکھنے والے کتنے ہیں اور محض دنیا دکھاوے کے لیے کون کون آئے ہیں۔ اگرچہ یہ ایصال ثواب

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کی محفل تھی لیکن علاقے میں مخصوص حالات کی وجہ سے جو تناؤ آ چکا تھا' اس کے لیے یہ دکھاوا ضروری تھا۔ لوگوں کی یہاں آمد سے پتہ چلتا تھا کہ کون زیادہ دھڑے بندی رکھتا ہے۔ پیرزادوں کے لوگ بڑی تعداد میں وہاں موجود تھے' جبکہ سرداروں کے حامی بہت تھوڑے تھے۔ علاقے میں یہی مشہور تھا کہ وہ ڈکیتی کی واردات میں قتل ہو گیا ہے لیکن سرداروں کو معلوم ہو چکا تھا کہ اس کی وجہ قتل کیا ہے۔ ایصال ثواب کی اس محفل میں جو ہونا تھا' وہ تو ہو ہی جانا تھا' مگر..... اوہاں یہ خدشہ بھی تھا کہ کہیں کسی نئی دشمنی کی بنیاد ہی نہ پڑ جائے۔ میں جانتا تھا کہ سرداروں کی سرد مہری کیوں ہے؟ سوہنی پوری طرح تیار تھی کہ وہ آج اعلان کر دے گی' پھر جو تماشہ ہو گا' دیکھا جائے گا۔ اس وقت میں گھر سے نکل کر دلبر کے گھر کی جانب جانے کے لیے تیار ہو چکا تھا۔ میں جانتا تھا کہ اس بار پولیس میں رندھاوا جیسا بندہ نہیں ہے جو میری مدد کرے گا' دو دن پہلے ہی انہیں معطل کروا کے لائن حاضر کروا دیا تھا اور ان کی جگہ نئے ڈی ایس پی اور انسپکٹر آئے تھے وہ سرداروں کے اپنے ہاتھ کے بندے تھے۔ اب سرداروں کے ساتھ جو پھڈا ابھی لینا تھا' وہ بہت سوچ سمجھ کر اور بڑے حوصلے سے لینا تھا۔ سرداروں کی اپنی ایک قوت تھی' اس کے ساتھ ساتھ پولیس کے لوگ بھی ان کے اپنے ہاتھ کے تھے' وہ کسی طرح کی بھی دھونس جما سکتے تھے۔ میرے ساتھ چند ساتھی تھے' جو لڑنے بھڑنے اور اسلحہ چلانے میں ماہر تھے' لیکن سرداروں کے مقابلے میں ہم کچھ بھی نہیں تھے۔ میں ناشتہ کر چکا تھا' اور میرے ذہن میں یہی خیالات گردش کر رہے تھے۔ پھر اچانک میں نے سب کچھ اپنے دماغ سے جھٹک دیا' میں نے اپنا ریوالور اٹھایا' فالتو میگزین اپنی جیبوں میں بھرے اور باہر جانے کے لیے تیار ہو کر نکلنے لگا۔ میں اندر والے کمرے سے باہر دالان میں آیا تو سوہنی جیسے میرے انتظار میں ہی تھی' میری طرف دیکھ کر گہری سنجیدگی سے بولی۔

''جمال..... !میں نے بھی تیرے ساتھ جانا ہے' کیونکہ اماں کو میں نے پہلے ہی بھیج دیا ہے۔''

''وہ کیوں؟'' میں نے پوچھا۔

''یہ بات تو کیوں نہیں سمجھتا کہ سردار کبھی بھی' مجھے علاقے کے سامنے یہ کہنے نہیں دے گا کہ میں اس کی بیٹی ہوں۔''

''اب جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ آؤ چلیں۔'' میں نے کہا اور باہر صحن میں کھڑی بائیک کو سیدھا کیا اور اس پر بیٹھ گیا' سوہنی نے گیٹ کھولا تو میں گلی میں آ گیا۔ جب وہ میرے پیچھے آ بیٹھی تو میں نے بائیک بڑھا دی۔ اس کے ساتھ ہی میرے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑنے لگی۔ جس میں بدن سے اٹھنے والی ٹیسیں دب کر رہ گئی تھیں۔ میں اپنی گلی پار کر کے چوک میں آ گیا۔ وہاں سناٹا تھا' اچھو کریانے والے کی دکان بھی بند تھی۔ دائیں جانب مڑ کر دوسری گلی میں دلبر کا گھر تھا۔ پہلی گلی پار کی اور پھر دوسری گلی کے سامنے آ کر مڑنے ہی والا تھا کہ سامنے سے ایک جیپ نے میرا راستہ روک لیا۔ میں اگر محتاط نہ ہوتا تو بلاشبہ اس کے ساتھ ٹکرا جانا تھا' میرے پیچھے گلی سنسان تھی۔ سامنے سے جیپ نے روکا ہوا تھا' دائیں جانب شامیانے لگے ہوئے تھے۔ جس کے اندر بیٹھے لوگ پڑھ رہے تھے۔ بائیں جانب کی گلی خالی تھی۔ میرے فرار ہونے کا راستہ کہیں بھی نہیں تھا' تبھی میں نے سرسراتے ہوئے کہا۔

''سوہنی..... حوصلہ رکھنا' اگر گڑبڑ ہو جائے تو دلبر کے گھر کی طرف بھاگ جانا' رکنا نہیں۔''

''تم نہیں جانتے جمالے' انہوں نے ہمارا راستہ روک کر کتنی بڑی غلطی کی ہے۔'' سوہنی نے آہستگی سے کہا تو میں چونک گیا۔ وہ ایسا کیوں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کہہ رہی ہے' میں اس پر زیادہ نہیں سوچ سکا' کیونکہ جیپ کے پیچھے جو کار آ کر رکی تھی' اس میں سے شاہ زیب باہر نکل آیا تھا' کار میں سے چند بندے نکلے تو ان کے پیچھے ایک جیپ اور موٹر سائیکل پر سوار لوگ آ گئے' وہ تقریباً بیس کے لگ بھگ لوگ رہے ہوں گے۔ شاہ زیب نے اپنی آنکھوں پر سے سیاہ چشمہ اتارا اور کار میں پھینکتے ہوئے اونچی آواز میں بولا۔

''جمال..... ! تیرے پیچھے جو لڑکی بیٹھی ہے' اسے چپ چاپ میرے حوالے کر دے..... ورنہ اسے میں نے چھین تو لینا ہے' تو بھی اپنی جان سے جائے گا۔''

''لگتا ہے تو پاگل ہو گیا ہے شاہ زیب..... اس لیے اول فول بک رہا ہے' تمہارے لیے یہی اچھا ہے کہ میرا راستہ چھوڑ دے۔'' میں نے سرد سے لہجے میں کافی اونچی آواز میں کہا تاکہ میری آواز دور تک پہنچے۔

''تو اگر یہ سمجھتا ہے نا کہ تو ڈیرے سے بچ کر آ گیا ہے' تو یہ تمہاری بہت بڑی بے وقوفی ہے' میں نے خود تجھے جانے دیا' تاکہ اب بھی تم سمجھ جاؤ اور اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ اب یہ تمہارے لیے آخری موقع ہے' چلو شاباش.....''

''اور میں بھی تجھے آخری موقع دے رہا ہوں..... پہلے تیرے باپ کا ادھار تھا' اب تیرا ادھار بھی لیے پھرتا ہوں یہ نہ ہو کہ ادھار آج ہی چکا دوں۔'' میرے کہنے پر وہ چند لمحے مجھے غصے میں دیکھتا رہا' پھر اپنے بندوں کو اشارہ کیا تاکہ وہ سونی کو بائیک پر سے اتار لیں' بالکل انہی لمحات میں ان سب کے پیچھے فائرنگ نے فضا کو دہلا کر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی دائیں جانب سے شامیانوں میں سے کچھ لوگ نکل آئے اور بائیں جانب والی خالی گلی میں ایک جیپ دوڑتی ہوئی آتی دکھائی دی۔ سونی بائیک سے نیچے اتر گئی اور چلا کر بولی۔

''رشتے میں تم میرے بھائی لگتے ہو..... وہ بھی سوتیلے..... میں نہیں چاہتی کہ تم..... میرے ہاتھوں مر جاؤ۔ اس لیے جیسے آئے ہو ویسے ہی یہاں سے دفعان ہو جاؤ' کچھ دیر بعد میں خود حویلی میں آ رہی ہوں' اپنے باپ کو بتا دینا۔''

''بے غیرت طوائف..... تیری یہ جرات.....'' شاہ زیب نے غصے میں پاگل ہوتے ہوئے کہا۔

''اوئے..... بے غیرت باپ کے بے غیرت بیٹے..... میں تم سے زیادہ اچھی طرح گالیاں نکال سکتی ہوں۔ اگر تیرے کسی بندے نے کوئی فضول حرکت کی تو اس کا خمیازہ تجھے بھگتنا ہوگا۔ دیکھ رہا ہے' تو اب میرے نشانے پر ہے.....'' سونی نے غراتے ہوئے اردگرد اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اتنی دیر میں شامیانوں کی طرف ہلچل مچ گئی تھی۔ وہاں سے لوگ باہر نکل کر ہمیں آمنے سامنے دیکھ رہے تھے۔ تبھی میں نے کہا۔

''اب جاتا ہے کہ ادھار چکاؤں.....''

یہ کہتے ہوئے میں بائیک سے نیچے اتر آیا اور اس کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ میری طرف کھڑا دیکھتا رہا' میں اس کے بالکل قریب چلا گیا اور جا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ تب اس نے کہا۔

''بہت پچھتاؤ گے جمالے.....''

''کہو اپنے لوگوں کو مجھ پر فائر کریں' گولی چلا کر مار دیں مجھے' کہو.....'' میں نے چیختے ہوئے کہا تو دائیں جانب سے کسی نے زور سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''خبردار اپنی جگہ سے کوئی نہ ہلے ورنہ گولی مار دوں گا۔''

فطری طور پر میں نے اس طرف دیکھا تو وہ نیا ڈی ایس پی تھا اور اس کے ساتھ کافی ساری نفری تھی جنہوں نے ہم پر گنیں تانی ہوئی تھیں۔ تبھی سوہنی اس طرف منہ کر کے اونچی آواز میں بولی۔

''گولی اسے مارو آفیسر جس نے ہمارا راستہ روکا ہے۔''

''تم لوگوں نے جدھر جانا ہے جاؤ..... شاہ زیب آپ بھی جائیں۔'' ڈی ایس پی نے تیزی سے کہا۔

''ہم نے تو حویلی جانا ہے ڈی ایس پی .....'' میں نے کہا تو شاہ زیب سمیت سبھی چونک گئے۔

''نہیں..... بالکل نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ ''اس وقت بالکل نہیں.....'' کہتے ہوئے وہ ہمارے قریب آ گیا۔ پھر شاہ زیب کو کاندھوں سے پکڑ کر کار میں بٹھانے لگا۔ وہ بیٹھ گیا تو میں بھی واپسی کے لیے مڑا۔ میں بائیک پر آن بیٹھا تو اس نے کار واپس موڑ لی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے بندوں سمیت وہاں سے چلا گیا۔ سوہنی کے ساتھ والے بندے گلی کی نکڑ پر کھڑے رہ گئے اور ہم دلبر کے گھر کی طرف چلے گئے۔ سوہنی اندر گھر میں چلی گئی اور میں پنڈال میں چلا گیا۔

پنڈال میں علاقے بھر کے چیدہ چیدہ لوگ تھے۔ انہیں خبر ہو گئی تھی کہ شاہ زیب نے میرا راستہ روکا ہے۔ پیرزادہ وقاص بھی ایک طرف اپنے لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ میں خاموشی سے جا کر وہاں بیٹھ گیا۔ اس وقت دعا ہو رہی تھی جب اچانک سردار شاہ دین کی آمد ہو گئی۔ ظاہر ہے وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ کئی سارے لوگ تھے۔ وہ بھی ایک طرف آ کر دعا میں شامل ہو گئے۔ دعا ختم ہوئی تھی کہ ڈی ایس پی میرے سر پر آن کھڑا ہوا۔ دھیرے سے اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

''جمال ذرا بات سننا۔''

میں اٹھ کر اس کے ساتھ ایک طرف ہو گیا اور کہا۔

''جی بولیں۔''

''میرے ساتھ ذرا دلبر کی بیٹھک میں چلو تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔''

اس نے کہا ہی تھا کہ میں سمجھ گیا۔ وہ رش کے اس وقت میں مجھے اپنے ساتھ رکھ کر سوہنی کا اعلان روکنا چاہتا تھا۔ تبھی میں نے پیرزادہ وقاص کو اشارے سے وہیں بیٹھے رہنے کو کہا اور اس کے ساتھ چل دیا۔ ہم بیٹھک میں گئے ہی تھے کہ سردار شاہ دین بھی وہیں آ گیا۔ میری طرف دیکھ کر بولا۔

''بیٹھو بیٹا! میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''بولیں۔'' میں نے کہا اور اس کے سامنے والی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ ڈی ایس پی نے بھی ایک کرسی سنبھال لی۔

''اگر سوہنی کو بھی بلا لو.....'' شاہ دین نے کہا۔

''مجھے اس کے بلانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے سردار صاحب لیکن آپ نے موقع کھو دیا..... اس نے اگر یہاں بندے بلوائے ہوئے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں تو میڈیا کے لوگ بھی یہاں ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر بعد وہ آپ کی بیٹی ہونے کا اعلان کر دے گی۔''

''جب ہم بات کر رہے ہیں تو اعلان کی کیا ضرورت ہے؟'' شاہ دین نے کہا تو مجھے غصہ آ گیا۔

''اس لیے کہ تمہارے بیٹے نے راستہ روک کر بے وقوفی کی ہے۔ شاید وہ ہمیں اکیلا ہی سمجھ رہا تھا۔''

''میں نے اسے بہت روکا تھا کہ ایسا مت کرو مگر اس نے میری بات نہیں مانی' وہی سوتیلہ پن' جائیداد کے کھو جانے کا دکھ..... اور غصہ.....'' اس کے لہجے میں مایوسی تھی۔

''تو کیا آپ سونی کو اپنی بیٹی مان چکے ہیں۔'' میں نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں مانوں گا تو وہ ثابت کر دے گی۔ مجھے یہ پوری طرح احساس ہے۔'' اس نے کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند کہا۔

''ٹھیک ہے' پھر اسے کیا اعتراض.....'' میں نے کہا۔

''جمال..... ! جب اور جہاں تم چاہو' سونی چاہے' وہیں بات کر لو کہ وہ کیا چاہتی ہے' لیکن ہمارا ایک سیاسی کیریئر بھی ہے' ہم سب کچھ طے کر لیں گے۔ فی الحال یہ بات ہم لوگوں کے درمیان ہی میں رہے۔ باہر نہ نکلے' اس میں ہم سب کا فائدہ ہے۔'' سردار نے یوں کہا جیسے یہ سب کچھ اسے بہت مشکل سے کہنا پڑ رہا ہو۔

''ٹھیک ہے سردار صاحب! لیکن بات وہی' کیا گارنٹی ہے کہ آپ اپنی بات سے نہیں پھریں گے۔'' میں نے کہا تو شاہ دین کے چہرے پر ایک دم سے جلال آ گیا۔ اس کا چہرہ غصے اور خفت سے سرخ ہو گیا۔ تبھی ڈی ایس پی بولا۔

''میں گارنٹی ہوں..... تم شاید یقین نہ کرو' مجھے اوپر سے احکام ملے ہیں' سردار صاحب نہ بھی چاہیں تو میں نے یہ معاملہ حل کروانا ہے' یہاں تک کہ قانونی معاملات بھی..... یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔''

''دیکھ لیں ڈی ایس پی صاحب' انہوں نے اپنی بات سے پھر جانا ہے' یہ ہمیں قتل بھی کر سکتے ہیں۔'' میں نے اسے یاد دہانی کرائی تو وہ تحمل سے بولا۔

''نہیں..... اب ایسا نہیں ہوگا۔ میں مانتا ہوں' وہ شاہ زیب کی بے وقوفی تھی' بہر حال جو معاملہ مل بیٹھ کر سکون سے طے ہو جائے' اس میں لڑنا جھگڑنا عقل مندی نہیں' سونی کا موقف بالکل ٹھیک ہے۔ اسے بلائیں تاکہ اسے بھی معلوم ہو جائے' پھر کل یا پرسوں ہم بیٹھ کر ہر چیز طے کر لیں گے۔''

''او کے..... ! اسے بلانے کی ضرورت نہیں' ہو گئی بات.....'' میں نے کہا اور اٹھ گیا' وہ بھی اٹھ گئے۔

پھر کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی اپنی سواریوں پر چلے گئے اور میں پنڈال میں آ گیا۔ پیرزادہ وقاص میرے انتظار میں اب بھی کھڑا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔

''ہاں بول جمالے..... جاؤں.....''

''ہاں..... ! سردار شاہ دین معافی مانگ گیا ہے۔'' میں نے یونہی کہہ دیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دل نہیں مانتا' مگر تو کہتا ہے تو مان لیتا ہوں۔ خیر.....! آ کبھی ڈیرے پر یا میرے گھر' کچھ باتیں کرلیں۔'' اس نے بڑے تحمل سے کہا تو میں نے تیزی سے حامی بھری۔

''میرا بھی دل کرتا ہے' میں ایک دو دن میں آتا ہوں۔''

''چل ٹھیک ہے' پھر رب کے حوالے.....'' پیرزادہ نے کہا اور اپنی مہنگی جیپ میں بیٹھ گیا۔ وہ چلا گیا تو آہستہ آہستہ لوگ بھی جانے لگے۔ میں نے چھاکے کے ذریعے سوہنی کو پیغام بھجوادیا تھا کہ سردار سے بات ہوگئی ہے۔

دوپہر کے بعد ہم اپنے گھر آ گئے۔ سارے بندے اپنے ٹھکانے پر جا پہنچے اور میڈیا کے لوگ واپس چلے گئے جو کہ مقامی صحافی ہی تھے۔ سوہنی اور اماں اندر کمرے میں تھیں اور میں چھاکے کے ساتھ باہر والے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے ساری تفصیل بتادی تو وہ بولا۔

''جمالے.....! تو مان نہ مان' سردار کی اس میں بھی کوئی چال ہے۔ وہ وقت ٹال گیا ہے۔''

''میں بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ وقت ٹال جائے۔'' میں نے کہا تو چھاکے نے چونک کر میری طرف دیکھا' پھر دھیرے سے مسکراتے ہوئے بولا۔

''کیا تو بھی وہی سوچ رہا ہے جو میں سوچ رہا ہوں۔''

''کیا بھلا.....؟'' میں نے پوچھا تو وہ بولا۔

''اگر بات طے ہوگئی تو معاملہ ہی ختم ہوگیا اور اگر معاملہ ختم ہوگیا تو پھر ہمارا سرداروں سے کیا لینا دینا۔ اس طرح کم از کم دشمنی تو رہے گی۔''

''بالکل! اب سوہنی کی بہت زیادہ حفاظت کرنا پڑے گی' اس کے ساتھ آئے بندوں کو ہم کب تک یہاں رکھیں گے۔'' میں نے ایک تشویش ظاہر کی۔

''اس کی تم فکر نہ کرو' بلکہ میں تجھے بتانے والا تھا' بہت سارے لوگ ہیں جو سرداروں کے خلاف ہیں' کسی نہ کسی طرح ان سے بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ اب جڑ رہے ہیں ہمارے ساتھ۔ دو چار دن تک میں بتادوں گا کہ اب ماحول کیا ہے۔ تم پوری توجہ سے یہ سوہنی والا معاملہ حل کروادو' پھر ذرا سکون سے سوچتے ہیں کہ ان سرداروں کو ناکوں چنے کیسے چبوانے ہیں۔'' اس نے انتہائی غصے میں کہا اور پھر پرسکون سا ہو کر میری طرف دیکھنے لگا۔ تب میں نے پرسکون سے انداز میں کہا۔

''چھاکے.....! جو کھیل ہم شروع کر چکے ہیں' اب چاہیں بھی تو ختم نہیں کر سکتے۔ اب یہ اس وقت تھمے گا' جب ہم نہیں رہیں گے یا وہ نہیں رہیں۔''

''یہ تو ہے' لیکن اس کھیل کے انجام پر کیا ہوگا' یہ بھی ہمیں معلوم نہیں' مگر مجھے ایک بات کی سمجھ آ گئی ہے کہ آخر طاقت میں ایسا کیا نشہ ہے۔'' چھاکے نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو میں سمجھ گیا کہ وہ کس کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ میں نے اسے جواب نہیں دیا اور خاموش رہا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب کھانا کھا کر یہاں سے نکلیں اور کسی ڈیرے پر بیٹھ کر یہ سوچیں کہ علاقے کے شہ زوروں' پہلوانوں اور ان لڑکوں کو اپنے ساتھ کیسے ملایا جائے جو کسی نہ کسی حوالے سے اپنی پہچان رکھتے ہیں۔ میں جانتا تھا کہ سارے ہی لوگ میرے ساتھ شامل نہیں ہوں گے لیکن جو ہوں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گے وہ تو میری طاقت بنیں گے۔ میں ابھی اسی سوچ کا سرا پکڑ کر چل رہا تھا کہ باہر کسی جیپ کے رکنے کی آواز آئی۔ میں نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے کھڑکی میں سے دیکھا' باہر ڈی ایس پی کی جیپ رکی تھی۔ چھاکے نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولا' باقی نفری باہر ہی رہی اور ڈی ایس پی اندر آ گیا۔ اگلے چند لمحوں میں وہ پرسکون انداز میں بیٹھ گیا تو گویا ہوا۔

''آج یہ نورنگر بہت بڑے فساد سے بچ گیا۔ ورنہ کتنی لاشیں گرتیں' یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔''

''ڈی ایس پی صاحب! اگر یہ حکمران لوگ انصاف پسندی سے' دیانت داری سے اپنے معاملات چلاتے رہیں تو کسی کو بھی ان کی دولت یا جائیداد سے کوئی دلچسپی نہیں' لیکن یہی لوگ جب انسان پر انسان کی حکمرانی کے نشے میں سب کچھ بھول جاتے ہیں تو پھر ردعمل تو فطری بات ہے۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو جمال.....! مجھے یہاں آئے چند دن ہوئے ہیں۔ علاقے بھر میں میرے بارے میں یہی مشہور کیا گیا ہے کہ میں ان سرداروں کے ایماء پر یہاں آیا ہوں اور انہیں ہی تقویت دوں گا۔ ایسا نہیں ہی' یہ ذہن میں رکھنا۔ دوسرا میں نے یہاں آتے ہی یہاں کی امن وامان کی صورتحال کا بہت گہرائی سے جائزہ لیا ہے۔ یقین کرو اس میں' ان حالات کو خراب کرنے میں سردار شاہ دین سے زیادہ شاہ زیب کا ہاتھ ہے' میں مانتا ہوں اس بات کو.....'' اس نے صاف گوئی سے کہا۔

''یہی تو بات ہے' لیکن وہ اپنے باپ کی مرضی کے خلاف.....'' میں نے کہنا چاہا تو وہ مجھے ٹوکتے ہوئے بولا۔

''تقریباً ایک سال سے وہ اپنے باپ کی مرضی کے خلاف ہی چل رہا ہے' خیر..... علاقے کی جو بھی صورت حال ہے' میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ وہ کنٹرول میں آ جائے لیکن اس وقت میں تم سے جو بات کرنے آیا ہوں' سونی کے بارے میں ہے' میرے خیال میں اگر اسے بھی بلا تو زیادہ اچھا ہوگا۔''

''ٹھیک ہے بلاتا ہوں۔'' میں نے کہا تو میرے کہنے سے پہلے ہی چھاکا اندر کی طرف چلا گیا' ہمارے درمیان اتنی دیر میں خاموشی ہی رہی' کچھ دیر بعد سونی سر پر آنچل لیے اندر آ کر بیٹھ گئی۔ تب ڈی ایس پی نے ذرا سا کھنکارتے ہوئے کہا۔

''دیکھیں' میں جو بھی بات کروں گا' وہ میں اپنی معلومات کے مطابق کروں گا۔ جہاں آپ کو لگے کہ میری معلومات درست نہیں تو آپ مجھے بتا دیں۔ بہرحال آپ کے لیے بہت ساری باتیں نئی بھی ہوں گی۔'' یہ کہہ کر وہ چند لمحوں کے لیے خاموش ہوا' پھر کہتا چلا گیا۔ ''بلاشبہ' یہ معاملہ جو سونی کے اس دعوے کے بارے میں ہے کہ وہ سردار شاہ دین کی بیٹی ہے' اس وقت سامنے آیا' جب ملک سجاد کی آمد و رفت سونی کے گھر شروع ہوئی۔ سونی کی ماں نے ملک سجاد سے ڈیل کی اور اگر اس وقت ملک سجاد سے بات نہ ہوتی کہ سونی سرداروں کی بیٹی ہے تو شاید یہ نوبت ہی نہ آتی' خیر..... یہ معاملہ چل پڑا' ملک سجاد خود لالچی بندہ ہے' اس نے خاموشی اس لیے اختیار کی کہ ایک بار اسی اپنے نکاح میں لے آئے گا تو پھر سرداروں کو بلیک میل کرے گا۔ وہ اپنا پلان سونی وغیرہ سے بھی چھپا کر رکھنا چاہتا تھا' سونی کو جب معلوم ہوا تو اس کی اپنی سوچ بدل گئی۔ اس نے اپنی شناخت کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔ کیا یہاں تک میری بات درست ہے؟'' اس نے سونی سے پوچھا تو اس نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''جی' بالکل درست ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ملک سجاد سے سردار شاہ دین کی نہیں' شاہ زیب کی دوستی تھی۔ سونی کے بارے میں جاننے کے بعد اس نے یہ دوستی مزید گہری کر لی' اسے سبز باغ دکھانے شروع کر دیئے کہ وہ پنجاب سطح کا بہت بڑا لیڈر بن سکتا ہے' تاہم انہی دنوں شاہ دین کے معالج نے اسے لاہور بلوالیا' تاکہ اس کا مکمل چیک اپ کیا جائے' یہ اس لیے ہوا کہ سونی نے بھاری رقم دی تھی' اس معالج کو؟'' یہ کہہ کر اس نے پھر سونی کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''یہ بھی ٹھیک ہے۔''

''لیکن اس معالج نے جہاں سونی کو درست بات بتائی کہ وہ اس کی بیٹی ہے' ڈی این اے ٹیسٹ رپورٹ کے مطابق' وہاں سردار شاہ دین کو بھی ساری کہانی سنادی۔ شاہ دین کو اس وقت سے علم تھا' اب وہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح شاہ زیب یہاں سے ادھر ادھر ہو تو سونی اور اس کی ماں سے ڈیل کرے' تاکہ یہ معاملہ چپ چاپ ختم ہو جائے۔ معالج سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ ان دونوں کو ملوائے گا' وہی ان کی ڈیل کروائے گا۔ ان کے پاس دو آپشن تھے' ایک یہ کہ انہیں کسی باہر کے ملک میں بھیج دیا اور ایک معقول رقم انہیں ملتی رہے' یا پھر انہیں مناسب جائیداد خرید کر دے دے اور وہ اپنے طور پر ایک پرسکون زندگی گزاریں۔ مگر معاملہ بگڑ گیا۔''

''وہ کیسے.....'' میں نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ایسے جمال کہ ملک سجاد کسی طور نہیں چاہتا تھا کہ سردار شاہ دین کی ان سے کوئی ڈیل ہو جائے' سونی اور معالج کے درمیان معاملہ چل رہا تھا۔ انہی کے گھر کے ایک نوکر سے ملک سجاد کو ساری معلومات مل رہی تھیں۔ تب اس نے اپنی گیم کھیلنی شروع کر دی۔ سردار شاہ دین اور شاہ زیب کو بالکل بھی معلوم نہیں تھا کہ سونی کون ہے' انہیں دیکھا ہی نہیں تھا' جب ملک سجاد یہاں آیا اور شدید زخمی حالت میں یہاں سے گیا تو بات کھل گئی۔ دونوں باپ بیٹے میں اختلاف بڑھنے لگا' باپ کا موقف یہی تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو اپنائے گا اور انہیں قبول کر لے گا' لیکن شاہ زیب انہیں سرے سے قبول ہی نہیں کر رہا تھا' یہاں تک کہ وہ سونی کے قتل کے درپے ہو گیا۔''

''مطلب.....! اب باپ اور بیٹے کے درمیان یہ کشمکش ہے کہ سونی کو قبول کر لیں یا نہیں۔'' میں نے پوچھا۔

''سردار شاہ دین تو چاہتا ہے۔ شاہ زیب صرف جائیداد کی وجہ سے آڑے آیا ہوا ہے۔ شاید اب تک سونی کو اپنی بیٹی کے طور پر قبول کر لیتا مگر شاہ زیب نے دھمکی دی ہے کہ پھر وہ کسی کو بھی نہیں چھوڑے گا۔ جمال' شاہ زیب تمہیں سونی کے قتل کے لیے تیار کر رہا تھا اور وہ ملک سجاد کو بھی مار دینا چاہتا تھا کہ یہ قصہ ہی ختم ہو جائے' اور تمہیں معلوم ہی نہ ہو کہ کتنا بڑا معاملہ تمہارے ہاتھوں ماضی میں دفن ہو جاتا جس کا تمہیں بھی علم نہ ہوتا۔''

''اب بات کہاں تک پہنچی ہے۔'' میں نے ساری بات سمجھتے ہوئے پوچھا۔

''شاہ دین تو چاہتا ہے کہ سونی کو اپنی بیٹی کے طور پر قبول کرے مگر شاہ زیب نہیں چاہتا۔ اس میں سونی کا طوائف ہونا ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ دوسری طرف سونی اور اس کی والدہ نے آئی جی صاحب سے رابطہ کیا' اور مجھے خاص طور پر اس معاملے کو حل کرنے کے لیے یہاں تعینات کیا گیا ہے۔ سونی کے پاس یہ حق اب بھی ہے کہ وہ جب بھی چاہے عدالت کے ذریعے اس معاملے کو اچھال سکتی ہے۔ اس سارے تناظر میں اگر کوئی معقول حل ہو جائے تو بہت اچھی بات ہو گی' اس وقت میں آپ دونوں سے یہی مشورہ کرنے آیا ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ڈی ایس پی صاحب' میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ میرا باپ مجھے بیٹی مان لے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ میری والدین کے خانے میں سردار شاہ دین ہی کا نام درج ہے۔ یہ میری شناخت کا مسئلہ ہے۔''

''یہ ٹھیک ہے' اور یہ تمہارا حق بھی ہے۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں' تمہیں شناخت ملے گی' اس کے علاوہ کوئی مشورہ؟'' وہ تیزی سے بولا۔

''شاہ زیب جائیداد چاہتا ہے نا' تو وہ ساری جائیداد لے لے..... مجھے بس میری شناخت دے دی جائے۔ بیٹی کے طور پر مجھے قبول کر لیا جائے' میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔'' سونی نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔

''پھر ایسا کرتے ہیں' میں ان سے بات کرتا ہوں' قانونی طور پر سردار شاہ دین تمہیں اپنی بیٹی تسلیم کر لے' لیکن ساری جائیداد شاہ زیب کو مل جائے' تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

''بالکل مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں اپنے حصے کی جائیداد شاہ زیب کو لکھ کر دے دوں گی۔ یہاں تک کہ اپنے باپ کو بھی سنبھال لوں گی۔'' سونی نے ایک فخر سے کہا۔

''ٹھیک ہے' آپ کے یہ جذبات میں ان تک پہنچا دیتا ہوں۔ میں خود چاہوں گا کہ شاہ زیب ایک معقول رقم تمہیں دے دے۔ پھر تم ان کی زندگی میں کوئی دخل اندازی نہیں کرو گی۔''

''مجھے شاہ زیب کی زندگی میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے' لیکن وہ اگر بہن کا حق جتائے گا تو.....؟'' اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

''مسئلہ تو یہی ہے نا کہ تم پھر یہ طوائف والی زندگی کو ختم کر کے گمنامی میں زندگی گزارو گی' تمہیں بھی معلوم ہے کہ ان کا ایک سیاسی کیریئر ہے۔ وہ.....'' اس نے کہنا چاہا تو سونی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے..... میں ایسی کوئی زندگی نہیں گزاروں گی' جس سے انہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔ میں وعدہ کرتی ہوں' میں اپنی ماں کو بھی اس زندگی سے نکال لوں گی' بس سردار شاہ دین میرے سر پر بیٹی کہہ کر ہاتھ رکھ دیں۔'' سونی کا لہجہ حد درجہ جذباتی ہو گیا تھا اور اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

''چلیں یہ طے ہو گیا' میں آج ہی ان سے بات کرتا ہوں اور اس مسئلے کو ایک دو دن میں نمٹانے کی کوشش کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے میری جانب دیکھا اور بولا۔ ''ایک بات ہے جمال' تب تک' کوئی ایسا معاملہ نہ ہو کہ جس سے یہ سارا کچھ کھٹائی میں پڑ جائے' ہمیں مسئلے کو سلجھانا ہے۔''

''دیکھیں جی' میں پہلے ہی اپنا دفاع کرتا آ رہا ہوں۔ علاقے میں ہونے والے قتل مجھ پر ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے' شاہ زیب نے براہ راست مجھے اغواء کر کے قتل کرنے کی کوشش کی اور آج کا واقعہ آپ کے سامنے ہوا۔ مجھ پر اگر وار ہوا تو میں اس کا دفاع تو کروں گا' ہاں..... خود سے کچھ نہیں کروں گا اور نہ میں نے پہلے کیا ہے۔'' میں نے بڑے تحمل سے کہا تو وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ تب میں بھی اٹھ گیا۔

''کل دن کے وقت ہم کہیں اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ سب طے کر لیں گے..... اب مجھے اجازت۔'' یہ کہہ کر اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا' میں اسے دروازے تک چھوڑنے گیا' سونی اندر چلی گئی تھی۔ چھاکے اور میری نگاہیں چار ہوئیں تو وہ مسکرا دیا' میں سمجھ گیا کہ وہ کیا چاہ رہا ہے' اس لیے میں بھی ہنس دیا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جب آپریشن کے بعد ہرپریت کو آئی سی یو میں لایا گیا تب تک انوجیت ہسپتال میں آچکا تھا' وہ دونوں بے ہوش پڑی ہرپریت کو دیکھ رہے تھے' تبھی انوجیت نے بڑے تحمل اور آہستگی سے پوچھا۔

''ڈاکٹرز کیا کہتے ہیں؟''

''خطرے سے باہر ہے' شام تک ہوش آجائے گا۔ دو بلٹ اس کے کاندھے میں لگی تھیں اور ایک گردن سے ہلکا سا رگڑ کر گزری ہے۔'' جسپال نے بتایا۔

''یہ کیسے ہوا؟'' انوجیت نے پوچھا تو وہ تفصیل بتانے کے بعد بولا۔

''حملہ آوروں اور ہرپریت کے درمیان کار تھی۔ دراصل نشانہ وہ نہیں تھی' میں تھا۔ یہ تو اچانک ڈرائیونگ سیٹ سے نکل کر ہماری طرف آئی تھی۔'' جسپال نے بتایا۔

''سمجھ نہیں آئی' اصولاً تو اسے ڈرائیونگ کی طرف کا دروازہ کھول کر' اوپر سے گھوم کر تم لوگوں کی طرف آنا چاہیے تھا؟'' انوجیت نے وضاحت چاہی۔

''اس طرف ٹریفک تھی' دروازہ کھولنا خطرے سے خالی نہیں تھا' وہ پسنجر سیٹ سے نکلی تھی' ڈرائیونگ سیٹ کی؟ اگرچہ یہ غلطی ٹریفک سے بچنے کے لیے کی گئی تھی لیکن وہ میرے اور ان حملہ آوروں کی فائرنگ کے درمیان آگئی۔'' جسپال نے اسے تفصیلی انداز میں ہاتھ کے اشاروں کا بھی استعمال کر کے سمجھایا تو وہ سمجھ گیا۔ تب پوچھا۔

''کون تھے؟''

''میں کچھ نہیں بتا سکتا ابھی' حملہ آور میں نے پکڑ لیا تھا۔'' یہ کہہ کر اس نے پوری تفصیل بتائی اور پھر بولا۔ ''اب تم آگئے ہو' یہاں ہرپریت کے پاس رہو' میں دیکھتا ہوں۔''

''تم کہاں جاؤ گے.....؟'' انوجیت نے تیزی سے پوچھا۔

''پولیس اسٹیشن' لیکن پہلے میں کیشو مہرہ کو فون کروں گا۔'' یہ کہتے ہوئے جسپال نے اپنا سیل فون نکالا اور مہرہ کے نمبر ملانے لگا۔ چند لمحوں بعد رابطہ ہوگیا۔ چند باتوں کے بعد اس نے کہا۔

''تم ابھی ادھر ہسپتال ہی میں رہنا۔ باہر نکلنے کی کوشش نہیں کرنا۔ دشمن کا کوئی اعتبار نہیں۔''

''میں یہاں پابند ہو کر نہیں بیٹھ سکتا مہرہ۔ مجھے بتاؤ کہ وہ حملہ آور کون تھا' اور کس نے بھیجا ہے انہیں؟'' جسپال سنگھ نے اکتائے ہوئے انداز میں پوچھا تو مہرہ نے کہا۔

''ابھی اس سے پوچھ تاچھ نہیں کی گئی' میں ابھی پولیس اسٹیشن میں ہی ہوں۔ لگتا ہے یہ کسی گینگ کا معاملہ ہے' ورنہ اب تک پولیس والے اسے بے حال کر دیتے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم ادھر ہی رہنا' میں آ رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ پولیس اسٹیشن کی لوکیشن پوچھنے لگا۔ پھر فون بند کر کے انوجیت سے کہا۔''میں جا رہا ہوں۔''

''مگر جسپال تمہیں یہاں کوئی نہیں جانتا' کس سے بات کرو گے؟'' انوجیت بولا۔

''میں دیکھتا ہوں' تم میری فکر مت کرنا۔'' یہ کہہ کر اس نے انوجیت کے کاندھے کو تھپتھپایا اور باہر نکلتا چلا گیا۔

وہ پولیس اسٹیشن پہنچا تو اسے کیشو مہرہ کی گاڑی باہر ہی دکھائی دی۔ وہ کار ایک طرف پارک کر کے اندر چلا گیا۔ ایک بڑے سے ہال کے کونے میں ایک میز کے گرد مہرہ بیٹھا ہوا تھا' اس کے سامنے ایک انسپکٹر جس نے خاکی رنگ کی پگڑی پہنی ہوئی تھی لیکن چہرے پر داڑھی نہیں تھی۔ ایک طرف ایک نوجوان سالڑ کا بیٹھا ہوا تھا۔ مہرہ نے ان سب کا تعارف کرایا۔

''یہ انسپکٹر ہیں یہاں کے' اور یہ گرمیت سنگھ چوہان ہے۔'' یہ کہتے ہوئے ان دونوں سے تعارف کرایا۔

''کیا پراگرس ہے؟''

''انسپکٹر صاحب نے ابھی تک ایف آئی آر درج نہیں کی' درخواست میں نے دے دی ہے' شام چار بجے کے بعد ایف آئی آر کٹے گی۔'' مہرہ نے کہا۔

''مجرم پکڑ لیا گیا ہے' موقع واردات دیکھا نہیں گیا' ایف آئی آر کٹی نہیں' یہ کیا مذاق ہے۔'' جسپال نے حیرت سے پوچھا تو انسپکٹر نے سرد سے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''وہ لڑکی آپ کی کیا لگتی تھی' جسے گولی لگی ہے۔''

''میری دوست' میری محسن اور میری میزبان.....'' یہ کہہ کر اس نے مہرہ کی طرف دیکھا اور پوچھا۔''آپ نے یہ نہیں بتایا کہ فائر دراصل مجھ پر کیا گیا تھا۔''

''میں نے سب تفصیل سے بتا دیا ہے لیکن انہوں نے ابھی تک کچھ نہیں کیا۔'' مہرہ نے سکون سے کہا۔

''تم دونوں باؤ لوگ ہو یار' تمہیں کیا پتہ کہ نوکری کس طرح کرتے ہیں۔ آپ حملہ آور کو لے کر بعد میں یہاں آئے ہیں' مگر مجھے فون پہلے آ گیا ہے' آپ لوگوں کے ساتھ کیا کرنا ہے اور اس حملہ آور کے ساتھ کیا کرنا ہے۔ یہ بھی مجھے بتا دیا گیا ہے۔'' اس نے آنکھیں جھپکائے بغیر اس سرد اور اکتائے ہوئے انداز میں کہا تو کیشو مہرہ نے اس سے بھی سرد لہجے میں پوچھا۔

''مطلب' تم ایک کٹھ پتلی ہو۔''

''آپ کہہ سکتے ہیں۔'' اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا پھر ذرا سا آگے جھک کر سمجھانے والے انداز میں بولا۔''جس بندے نے ہمیں یہاں تعینات کروایا ہے' اس کی تو مانتی ہے نا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ بیرسٹر ہیں' یہ فارن سے آئے ہیں لیکن..... جب معاملہ مجھ سے اوپر ہو جائے تو وہ خود ہی سنبھال لیں گے ہم نے تو اپنی ڈیوٹی کرنی ہے مہرہ صاحب۔ یہاں بیٹھ کر وقت ضائع نہ کریں' جائیں' اس لڑکی کی دیکھ بھال کریں' مجھے بھی جانا ہے کسی کام سے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مطلب اتنی دیدہ دلیری سے کہہ رہے ہو کہ تم ہماری کوئی مدد نہیں کرو گے۔'' مہرہ نے پوچھا۔

''آف کورس بیرسٹر صاحب' آپ قانونی جنگ لڑیں' جو آپ کا حق ہے' یہ جان لیں کہ آپ کی جنگ ہمارے لکھے ہوئے پر ہی ہونی ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنی ٹوپی میز پر سے اٹھائی اور اٹھنے لگا' تبھی گرمیت سنگھ نے اشارے سے بیٹھنے کو کہا' اور پھر بولا۔

''انسپکٹر..... تم شاید ابھی تک میرا نام سن کر نہیں چونکے ہو یا پھر تم بہت بھولے بن رہے ہو' میں پرتاپ چینل سے ہوں..... جو کچھ تم نے کہا ہے' یہ ریکارڈ ہو چکا ہے۔''

''تو پھر کیا ہوا صحافی صاحب! خبریں تو روزانہ آتی ہیں' چلائیں شوق سے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ باہر نکلتا چلا گیا۔ مہرہ کے چہرے پر تاریکی چھا گئی' وہ کچھ بھی نہیں کر سکا تھا۔ تبھی جسپال سنگھ نے سکون سے کہا۔

''میں ابھی اپنی ایمبیسی سے بات کرتا ہوں۔''

''کوئی فائدہ نہیں ہوگا' یہ کھیل ہی کچھ دوسرا کھیلنا چاہتے ہیں۔'' اس نے یوں کہا جیسے خود کلامی کر رہا ہو' پھر اچانک بولا۔ ''گرمیت اس حملہ آور کی تصویر لو' اور اسے اپنے چینل پر چلاؤ' باقی میں دیکھتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھ گیا۔ گرمیت اٹھا اور اس نے سلاخوں کے پیچھے بیٹھے اس حملہ آور کی ویڈیو بنائی اس نے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ رکھ لیے وہ واپس آیا تو کیشو مہرہ کسی کے نمبر ملانے لگا۔ گرمیت تھانے سے نکلتا چلا گیا۔ مہرہ نے اس ساری صورتحال کے بارے میں کسی کو بتایا اور کچھ کرنے کو کہا' جبکہ جسپال حیرت سے یہ دیکھتا رہ گیا کہ قانون کی پاسداری اس طرح بھی ہوتی ہے؟ تبھی مہرہ نے کہا۔

''آؤ چلیں۔''

وہ دونوں تھانے سے نکل کر باہر آئے تو جسپال کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا' کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ وہ اسے لے کر ایک اوپن ایئر ریسٹورنٹ میں لے گیا۔ وہاں بیٹھنے اور سوڈے کا آرڈر دینے کے بعد کیشو نے کہا۔

''کچھ سمجھے ہو یہ کیا ہو رہا ہے؟''

''مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے' میرا خیال ہے اس پولیس والے کو رشوت چاہیے ہوگی جو آپ نے نہیں دی۔'' جسپال نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

''نہیں جسپال' ایسا نہیں ہے' کوئی پولیس انسپکٹر اتنی صاف گوئی' مطلب اتنے دھڑلے سے ایسی بات نہیں کہہ سکتا' اس نے ہمیں نالا نہیں چیلنج دیا ہے' سو اس کے پیچھے صرف اور صرف قانون نافذ کرنے والا کوئی ادارہ ہی ہے' کیا تم رن ویر کو بھول رہے ہو وہ ہم سے کوئی ایسی غلطی چاہتے ہیں' جس سے ان کے شک کو یا تو تقویت ملے یا وہ شک دور ہو جائے۔''

''تو آپ کا کیا خیال ہے کہ ہم مظلوم بن جائیں اور ان سے انصاف کی بھیک مانگتے رہیں۔'' جسپال نے تیزی سے کہا۔

''نہیں' صرف اتنا کرنا ہے کہ کوئی غیر قانونی قدم نہیں اٹھانا' وہ تمہارے بارے میں یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تمہارے رابطے کس کس سے ہیں۔ کوئی ایک بھی غلط رابطہ تمہیں شک کے دائرے سے نکال کر یقین کے شکنجے میں لے آئے گا۔ گھبراہٹ اور غصے میں ہی غلط قدم اٹھتے ہیں۔ وہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تمہاری یا ہر پریت کے اردگرد لوگوں کی رسائی دیکھنا چاہتے ہیں کہ مدد کے لیے تم لوگ کن لوگوں کو بلاتے ہو یہیں سے ان کی تفتیش آگے بڑھے گی۔'' مہرہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے' سوائے انتظار کرنے کے.....'' وہ مایوسی بھرے لہجے میں بولا تو مہرہ نے کہا۔

''نہیں' ہم ابھی یہاں سے اٹھ کر اے سی پی کے آفس میں جائیں گے' جو یہاں سے نزدیک ہی ہے۔''

''وہاں جا کر ان سے فریاد کریں گے کہ ایک ادنیٰ سا انسپکٹر' قانون کی پاسداری نہیں کر رہا ہے۔'' وہ تیزی سے بولا تو مہرہ نے سکون سے کہا۔

''بالکل' فریاد ہی نہیں باقاعدہ لکھ کر دیں گی' ہمیں وہاں پر کچھ وقت گزار کر واپس اس تھانے میں' اسی انسپکٹر کے پاس آنا ہے۔''

''کیا آپ بھی کوئی کھیل کھیلنا چاہ رہے ہیں۔''

''بالکل.....! لیکن اس میں تم بالکل یوں دکھائی دو گے کہ جیسے تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں' تم پریشان ہو رہے ہو کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے' اس دفتر میں ہمیں تقریباً دو گھنٹے ضائع کرنے ہیں۔'' مہرہ نے سوچتے ہوئے کہا۔ وہ سوڈا پیتا رہا اور سوچتا رہا' پھر اٹھ کر اس دکان کے اندر چلا گیا۔ وہاں سے اس نے ایک فون کال کی' جو تقریباً پانچ منٹ تک چلتی رہی' پھر پیسے ادا کر کے وہ واپس مڑا' جسپال کو ساتھ لیا اور تھانے کی پارکنگ تک چلے گئے۔

وہ اے سی پی آفس میں پہنچے تو وہ اپنے آفس میں نہیں تھا۔ کیشیو مہرہ نے وہیں بیٹھ کر درخواست لکھی اور اس کے ماتحت عملہ کو دے کر ڈائری نمبر لے لیا' اس مرحلے میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہو گیا۔ اگلا ایک گھنٹہ انہوں نے وہیں بیٹھ کر اے سی پی کا انتظار کیا۔ بالکل آخری چند منٹ میں وہ اپنے آفس آیا تو وہ دونوں اس کے آفس میں چلے گئے۔ وہ ادھیڑ عمر اور تجربہ کار آدمی تھا۔ کیشیو نے جب معاملہ اس کو بتایا تو وہ بولا۔

''اوہ.....! یہ تو وہی معاملہ ہے' جس کی خبر ابھی چینل پر چل رہی ہے۔''

''لیکن آپ کے انسپکٹر نے ہماری کوئی بات نہیں سنی' وہ تو بات ہی کچھ اور طرح سے کر رہا ہے۔'' جسپال نے شکایتی لہجے میں کہا۔

''آپ نے درخواست دے دی ہے نا' شام تک اگر وہ اس پر کوئی کارروائی نہیں کرتا تو میں اس معاملے کو خود دیکھوں گا' آپ فکرمند نہ ہوں' میں چھان بین کروں گا کہ ایسا کیوں ہوا۔'' اے سی پی نے تشویش زدہ لہجے میں کہا اور پھر کچھ تسلی آمیز باتوں کے بعد انہیں بھیج دیا۔ وہ دونوں اس کے آفس سے نکل آئے۔

''اب واپس تھانے جانا ہے' میرے پیچھے آنا لیکن بہت محتاط ہو کر.....'' کیشیو نے کہا اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

وہ جب تھانے پہنچے تو وہاں پر کچھ مزید چینل کے لوگ پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے انسپکٹر کو گھیرا ہوا تھا اور اس سے سوال کر رہے تھے۔ انسپکٹر بڑے اعتماد سے جواب دے رہا تھا۔ پھر جیسے ہی ان دونوں پر نگاہ پڑی' وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''دیکھیں' میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا ہے کہ جس طرح پرتاپ چینل نے رپورٹ دی ہے اور جس طرح خبر کو بگاڑ کر پیش کیا ہے' اصل واقعہ ویسے نہیں ہے' میں نے چھان بین کی ہے۔ فائرنگ کا سرے سے کوئی واقعہ پیش آیا ہی نہیں ہے۔''

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں' وہ لڑکی ہسپتال میں ہے اور زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔'' ایک خاتون صحافی نے جذباتی انداز میں پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ میری پوری بات سنیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا نا۔'' اس نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر بولا۔ ''اصل واقعہ صرف اتنا ہے کہ اس موٹر سائیکل سوار کی بائیک غلطی سے ان کی گاڑی کے ساتھ ٹکرا گئی' انہوں نے اتر کر اسے مارا پیٹا' جس کے گواہ موجود ہیں' بھرے بازار میں اسے رگیدا' اسے بری طرح زدوکوب کیا گیا' اور پھر تھانے میں لا کر یہ کہہ دیا کہ اس نے فائرنگ کی ہے۔''

''اس لڑکی کے جو فائر لگے' وہ کہاں سے لگ گئے۔ وہ کس کھاتے میں ہیں.....'' ایک رپورٹر نے سوال کیا۔

''اب صرف یہی مسئلہ حل کرنے والا رہ گیا ہے' میرے خیال میں دو باتیں ہیں' ایک تو کیس مضبوط بنانے کے لیے انہوں نے خود فائر کر لیے ہیں' اور دوسرا خواہ مخواہ کی سنسنی پھیلانے کے لیے یہ ڈرامہ رچایا گیا ہے۔ بہرحال تفتیش جاری ہے اور میں پوری توجہ سے اس کیس کو دیکھ رہا ہوں۔''

''یہ معاملہ کب تک صاف ہو جائے گا۔'' ایک دوسرے صحافی نے پوچھا۔

''دیکھتے ہیں' کب تک ہوتا ہے' کیا نتیجہ نکلتا ہے۔'' انسپکٹر نے کہا اور پھر ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکتا ہوا بولا۔ ''اب بس کریں' مجھے اب کچھ مزید کام بھی کرنے ہیں۔''

''انہی لمحات میں جسپال نے ان رپورٹرز کے سامنے اپنی بات کہنا ہی چاہی تھی کہ کیشیو نے اسے روک دیا۔ اس نے مضبوطی سے جسپال کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ چند منٹ بعد وہ چلے گئے تو انسپکٹر نے کہا۔

''آپ لوگ پھر آ گئے ہو' ممکن ہے میں آپ ہی کو ان سلاخوں کے اندر کر دوں' معاملہ وہی ہے جو میں نے ابھی میڈیا کو بتایا ہے۔''

''انسپکٹر.....! ہم نہیں جانتے کہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو' تمہیں ایسا کرنا چاہئے بھی یا نہیں' تمہاری مرضی ہے کہ تم اس واقعے کو کیا رنگ دے رہے ہو لیکن کب تک.....'' کیشیو نے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

''تو جائیں نا' جا کر ایسے وسائل تلاش کریں جن سے آپ کی آواز سنی جا سکے۔ میں جانتا ہوں کہ تم لوگ ابھی اے سی پی صاحب کے آفس سے آئے ہو' کوئی فائدہ نہیں ہوگا' میری مانو تو خاموشی کے ساتھ یہاں سے نکلو اور جاؤ اپنے اپنے گھر..... سکون کرو..... وہ لڑکی ٹھیک ہو جائے تو اسے گھر میں آرام کرنے دیں..... گڈ لک.....'' انسپکٹر نے کہا اور باہر کی جانب چل پڑا۔ اسے گئے چند منٹ ہی ہوئے تھے جسپال نے کیشیو سے پوچھا۔

''اب کیا کریں.....؟''

''بس چند منٹ.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے گھڑی دیکھی اور پرسکون سا ہو کر کرسی پر بیٹھا رہا۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ لاک اپ کے اندر سے ایک دم سے اونچی اونچی آوازیں آنے لگیں' پھر آپا دھاپی شروع ہو گئی' تبھی ایک چیخ بلند ہوئی' جس وقت تک دوسرے اہلکار وہاں پہنچتے' اندر سے کسی کی بلبلانے کی آوازیں آتی رہیں۔ وہ دونوں بھی باہر نکلے اور لاک اپ کی سلاخوں کے سامنے چلے گئے۔ وہ جو حملہ آور تھا' وہ بے ہوش پڑا تھا' اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا اور اس کے پیچھے چند سپاہیوں نے ایک لمبے تڑنگے شخص کو روکا ہوا تھا جو بپھرے ہوئے انداز میں اسے مارنے کے درپے تھا۔ وہ اونچی اونچی آواز میں اسے گالیاں نکال رہا تھا۔

''یہ کیا ہوا؟'' جسپال کے منہ سے سرسراتے ہوئے نکلا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیکھتے جاؤ' ہوتا کیا ہے' کھیل شروع ہوگیا ہے۔'' کیشیو نے سرد مہری سے ہلکی آواز میں کہا۔ اور واپس انسپکٹر کے کمرے کی طرف بڑھا' تبھی کسی کانسٹیبل نے کہا۔

''ارے یہ مرجائے گا..... اس کے خون بہت بہہ رہا ہے۔''

''وہ دوسرے کے بھی تو اتنا بڑا زخم ہے۔''

''ہسپتال تو لے جانا پڑے گا۔ ورنہ یہ تو ہمارے گلے میں اٹک جائیں گے۔''

''اوئے صاحب کو فون لگاؤ۔''

''وہ باہر ہیں۔''

''تو پھر جلدی بلاؤ یار۔''

وہاں پر اودھم مچ گیا' مہرہ اور جسپال تماشائیوں کی مانند انہیں دیکھتے رہے۔ جسپال کے ذہن میں آ رہا تھا کہ اگر حملہ آور کہیں مرگیا تو سارا ثبوت اور وہ راستہ ختم ہوجائے گا جس سے وہ اپنے اس دشمن تک پہنچتے جس نے حملہ کروایا تھا۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ انسپکٹر بھاگتا ہوا آ گیا۔ حملہ آور فرش پر پڑا تھا۔ وہ ایک ہی نگاہ میں حالات کی نزاکت بھانپ گیا۔ ان دونوں کے خون بہہ رہا تھا۔ انسپکٹر دونوں ہی کو ہسپتال لیجانے پر مجبور تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر تیزی سے بولا۔

''فوراً..... فوراً انہیں ہسپتال لے چلو۔''

''سر..... ایمبولینس کے لیے فون کردیں سر.....'' ایک کانسٹیبل نے تیزی سے کہا۔

''اوئے نہیں' بہت دیر ہوجائے گی' باہر دیکھو' کوئی وین وغیرہ مل جائے' نہیں تو ٹیکسی ہی پکڑ لینا۔'' انسپکٹر نے حکم دیا تو دو چار کانسٹیبل باہر کی جانب لپکے' تبھی مہرہ نے جسپال سے آہستگی کے ساتھ کہا۔

''چلو' نکلتے ہیں۔''

وہ دونوں اٹھے ہی تھے کہ ایک کانسٹیبل نے مہرہ سے کہا۔

''آپ کی گاڑی بھی تو ہے نا شاب' ان کو لے چلیں۔''

تبھی مہرہ نے ایک نگاہ انسپکٹر پر ڈالی اور طنزیہ لہجے میں بولا۔

''سوری..... ان دونوں میں سے کوئی مرگیا تو تیرے انسپکٹر نے سارا مدعا مجھ پر ڈال دینا ہے جاؤ..... جا کر کوئی دوسری گاڑی تلاش کرو۔''

وہ کانسٹیبل عجیب سی نگاہوں سے گھورتا ہوا ایک طرف ہوگیا جبکہ انسپکٹر نے انہیں غصے میں دیکھا۔ مہرہ نے اس کی کوئی پروا نہیں کی اور آہستہ قدموں سے چلتے ہوئے تھانے سے باہر آ گئے۔ جہاں ایک وین کو ان کانسٹیبلوں نے گھیرا ہوا تھا۔ انہوں نے ڈرائیور کو نیچے اتارا ہوا تھا' ایک ان سے بات کرنے لگا تو دوسرے تھانے کی طرف لپکے' مہرہ پارکنگ میں اپنی گاڑی کے پاس رک گیا۔ پھر جسپال کی طرف دیکھ کر بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم نے اپنی گاڑی میں میرے پیچھے پیچھے آنا ہے' اگر میں گم بھی ہو جاؤں تو فون پر رابطہ کر لینا۔ کسی بھی غیر یقینی صورتحال میں واپس ہسپتال چلے جانا۔''

''کیا ایسی کوئی خطرناک بات ہے؟'' اس نے تیزی سے پوچھا۔

''میں ایک رسک لینے جا رہا ہوں۔ ہو گیا تو دیکھنا.....'' اس نے یہ کہا ہی تھا کہ ان دونوں حوالاتیوں کو باہر لایا گیا۔ وہ دونوں بے ہوش تھے اور کانسٹیبلوں نے انہیں ڈنڈا ڈولی کے انداز میں اٹھایا ہوا تھا۔ انہیں وین میں لا پھینکا تو وہ چل دی۔ اس وقت مہرہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

رش والے علاقے سے نکلتے ہی وہ ایک بڑی سڑک پر آ گئے' جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑنے کے لیے آہستہ ہوئے' پیچھے سے آنے والی ایک سفید ویگن نے ان کا راستہ روکنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک سائیڈ دبا کر انہیں رکنے پر مجبور کر دیا۔ تبھی ویگن بھی رک گئی اور اس میں سے پانچ چھ نوجوان گنیں لے کر باہر آ گئے۔ شاید کانسٹیبلوں کے ذہن میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ممکن ہو جائے گا۔ ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر سائیڈ ڈور کھولا اور انہیں نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ وہ ایک ایک کر کے اترنے لگے' تب تک ایک اور نوجوان ڈرائیور کو نیچے اتار چکا تھا۔ جیسے ہی دونوں حوالاتی اندر وین میں رہ گئے، وہ اس وین میں بیٹھ گئے' دونوں ویگنیں چل پڑیں اور وہ کانسٹیبل اور ڈرائیور وہیں کھڑے منہ تکتے رہ گئے۔ جسپال یہ سب دیکھ رہا تھا' اور سمجھ چکا تھا کہ مہرہ نے کیا کھیل کھیلا ہے' اس لیے دھیرے سے مسکرا دیا۔

آگے دو ویگنیں تھیں' اس کے پیچھے مہرہ اور اس کے بعد جسپال' تیزی سے جا رہے تھے۔ اچانک حوالاتیوں والی وین سیدھی نکلتی چلی گئی اور کراس پر سے دوسری وین دائیں جانب مڑ گئی اور مہرہ بائیں جانب چلا گیا' جسپال کو سمجھ نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہوا لیکن اس نے مہرہ کا تعاقب جاری رکھا۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک ایسی جگہ آ نکلے جہاں بہت کم آبادی تھی۔ زیادہ تر فیکٹریاں تھیں۔ اسے لگا کہ یہ فیکٹری ایریا ہے' مہرہ پختہ تارکول والی سڑک سے اتر کر نیم پختہ راستے پر چل پڑا اور پھر ایک فیکٹری کے آگے جا رکا' اگلے ہی لمحے گیٹ کھل گیا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے اندر چلا گیا۔ وہ سفید وین وہاں کھڑی تھی' کچھ ہی دیر بعد وہ ایک ہال نما کمرے میں تھے' جہاں اچھا خاصا کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ وہیں زمین پر وہ دونوں حوالاتی پڑے ہوئے تھے۔ چند نوجوان ان کے اردگرد کھڑے تھے۔ مہرہ کو دیکھتے ہی ایک نے کہا۔

''سر.....! جگ دیو کو لے جائیں۔''

''ڈاکٹر نہیں آیا.....؟'' اس نے سوال نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

''وہ اس وقت نہیں ہے مگر ڈسپنسر ہے' وہ آ رہا ہے۔'' لفظ اس کے منہ ہی میں تھے کہ ایک ادھیڑ عمر سا بندہ ہال میں داخل ہوا۔ اس کے پاس میڈیکل بیگ تھا۔ اس نے آتے ہی ان دونوں کو دیکھا جو اس وقت ہوش میں تھے۔

''پہلے جگ دیو کی پٹی وغیرہ کر دو' اسے بعد میں دیکھنا شاید اس کی ضرورت نہ پڑے۔'' مہرہ نے سرد لہجے میں کہا تو حملہ آور نے حسرت بھری نگاہوں سے مہرہ کو دیکھا' ڈسپنسر نے جگ دیو کو دیکھنا شروع کیا' تو مہرہ اس حملہ آور کے پاس بیٹھ گیا' پھر سرد سے لہجے میں غراتے ہوئے بولا۔

''دیکھ.....! اب زندگی اور موت دونوں تیرے اپنے اختیار میں ہے جو کچھ میں پوچھنا چاہتا ہوں' وہ اگر سچ بتا دے گا تو تیری مرہم پٹی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کر کے تجھے اچھا کھانا دیا جائے گا' اور شہر میں سکون سے چھوڑ دیں گے۔ اور اگر نہیں بتائے گا تو تجھے مار کر ایسی گندی جگہ پھینکوں گا' جہاں پر کتے تجھے نوچ نوچ کر تیری شناخت ہی ختم کر دیں گے..... اب بول کیا کرنا ہے تجھے۔''

کیشو مہرہ کہتا چلا جا رہا تھا اور اس حملہ آور کی آنکھوں میں وحشت کے ساتھ خوف پھیلتا چلا گیا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔

''انسپکٹر رن ویر..... ہم اس کے لیے کام کرتے ہیں۔'' اس نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

''تمہارا تعلق فورسز سے ہے؟'' مہرہ نے پوچھا۔

''نہیں..... وہ وقتاً فوقتاً ہم سے کام لیتا ہے اور ہماری مدد کرتا رہتا ہے۔'' اس نے کہا تو وہ اٹھ کر بولا۔ ''بھگوان کے لیے..... میرا اتنا جرم نہیں ہے..... جتنا.....''

''تم نہیں جانتے۔ تم نے کیا کیا ہے' خیر..... اگر تمہارا کہا جھوٹ ہوا تو.....'' مہرہ نے پوچھا تو ایک دم سے وہ مایوس ہو گیا' پھر گھگھیائے ہوئے لہجے میں بولا۔

''آپ تصدیق کر لیں۔''

''وہ تو میں کروں گا..... تب تک تم یہاں ہمارے مہمان رہو گے..... سچ ہوا تو چھوڑ دیں گے' جھوٹ ہوا تو.....''

جسپال یہ سب دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا۔ ذہن کے کسی گوشے میں یہ خیال تو تھا کہ رن ویر اسے نقصان پہنچانے کے لیے ہی اس کے ساتھ جڑا ہوا ہے لیکن وہ قانونی تناظر میں سوچ رہا تھا' اسے یہ گمان بھی نہیں تھا کہ وہ یوں غنڈہ گردی کرے گا' اس کی رگوں میں خون تیزی سے دوڑنے لگا تھا۔ اس کا من چاہ رہا تھا کہ ابھی جائے اور رن ویر سنگھ کو شوٹ کر دے' تاہم سوچنے اور اس پر عمل کرنے میں کچھ فرق ضرور ہے اور اس کے لیے وقت چاہیے ہوتا ہے۔

''آؤ چلیں.....'' مہرہ نے اس کا بازو پکڑا اور باہر کی جانب چل دیا۔ باہر برآمدے میں آ کر جسپال نے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔

''کیشو..... رن ویر پارٹی بن جائے گا' یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔''

''جسپال..... تمہارے بارے میں میرا اندازہ یہ ہے کہ تم نہ یہاں کی دوستی سمجھ سکتے ہو اور نہ ہی دشمنی۔ یہاں قانون کی پاسداری نہیں ہے' سب سے پہلے دھرم' پھر مفاد اور اکثر اوقات دھرم کہیں پیچھے رہ جاتا ہے اور مفاد ہی سب سے پہلے ہوتا ہے۔ رن ویر کس کی لڑائی لڑ رہا ہے' نرنکاریوں کے لیے..... اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لیے..... یا قانون کے لیے..... میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا' لیکن جو حقیقت تمہارے سامنے آئی ہے' اس پر تم خود فیصلہ کر سکتے ہو۔''

''تو پھر فیصلہ کیشو مہرہ..... مجھے پنڈ اوگی ہی میں رہ کر سب کچھ کرنا ہے.....'' جسپال نے سرد لہجے میں کہا تو مہرہ چونک گیا' چند لمحے سوچتا رہا پھر جوشیلے انداز میں بولا۔

''بالکل درست..... تم اپنی زمین اور حویلی کے بارے میں فکر مت کرنا' جائیداد کا مسئلہ مجھ پر رہا' جب تک تم بلجیت سنگھ کو اپنے پاؤں کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نیچے نہیں لے لیتے ہو تب تک تم جو بھی کرو گے..... یہ تمہارا تعاقب کریں گے۔''

''ٹھیک ہے.....'' جسپال نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور وہاں سے چل دیئے۔ دونوں گاڑی تک آئے اور آگے پیچھے نکلتے چلے گئے۔

☆ ☆ ☆

سہ پہر کا وقت ہو گیا تھا۔ میں دلبر کے گھر سے نکل آیا تھا' ڈی ایس پی سے بات کرنے کے بعد میں دلبر کے گھر چلا گیا تھا کہ جو لوگ اب بھی وہاں موجود ہیں انہیں معلوم ہو کہ دلبر کے لواحقین کے سر پر ہم ہیں۔ سہ پہر تک سارے مہمان وغیرہ جا چکے تھے جب سکون ہو گیا تو میں اپنے گھر کی جانب چل پڑا۔ میں پیدل ہی جا رہا تھا۔ چوک میں پہنچا تو حسب معمول برگد کے درخت تلے کافی سارے لوگ جمع تھے۔ ان میں زیادہ تر نوجوانوں ہی کی تعداد تھی۔ میں بھی ان کے پاس جا کر ایک چارپائی پر بیٹھ گیا۔ تبھی ایک جوشیلے سے نوجوان نے مجھ سے پوچھا۔

''جمال..... ! یار یہ شاہ زیب تیرے پیچھے ہی کیوں پڑ گیا ہے' کہیں اس لڑکی کا چکر تو نہیں ہے؟''

''یہ تمہارا چکر سے مراد کیا ہے؟'' میں نے جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھ لیا۔

''یہی کہ اسے وہ پسند آ گئی ہو' جبکہ وہ تمہارے پاس ہے۔'' اس نوجوان نے کہا۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' میں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر بات کیا ہے۔'' اس نے تجسس سے پوچھا۔

''بس دو چار دن ٹھہر جا یار' تجھے خود بخود معلوم ہو جائے گا مگر یہ ذہن میں رکھو کہ شاہ زیب اتنا گھٹیا نہیں کہ وہ اس لڑکی کی وجہ سے میرا دشمن بن گیا ہے۔'' میں نے پھر سے انکار کر دیا تو ایک سنجیدہ سے نوجوان نے کہا۔

''جمال' پورے گاؤں میں یہ تجسس ہے' نجانے کیسی کیسی افواہیں گھوم رہی ہیں یہ تو سچ ہے نا کہ جب سے اس لڑکی کے نور نگر میں قدم پڑے ہیں قتل و غارت شروع ہو گئی۔''

''میں تیری ساری باتیں مانتا ہوں..... میں تو اس کے چکر والی بات کا جواب دے رہا ہوں۔ لڑکی کے بارے میں شاہ زیب کی سوچ وہ نہیں ہے جو یہ سوچ رہے ہیں۔ معاملات کچھ دوسرے ہیں۔ یہ ساری افواہیں اور تجسس چند دن میں ختم ہو جائے گا۔'' میں نے اشارے میں جواب دیا۔ ظاہر ہے وہ میری بات سے مطمئن تو ہونے والے نہیں تھے۔ اس لیے مجھ سے پوچھا۔

''تمہارے ساتھ دشمنی کا معاملہ کیا ہے؟''

''دیکھو..... ! وہ مجھے اپنے باڈی گارڈ بنا کر اپنا غلام بنانا چاہتا ہے' سردار شاہ دین نے خود مجھ سے یہ کہا ہے' مگر میں ایسا نہیں چاہتا۔ میں جو دوسروں کو ان کی غلامی سے نکالنا چاہتا ہوں' ان کا غلام کیسے بن جاؤں۔ میرا انکار انہیں پسند نہیں آیا۔ اس لیے وہ میرے دشمن ہیں۔'' میں نے کچھ سچ اور کچھ جھوٹ کا سہارا لے کر انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

''مان لی تمہاری بات' لیکن لڑکی والا قصہ کیا ہے؟'' اسی نوجوان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کہانا دو چار دن میں معلوم ہو جائے گا۔'' میں زچ ہوتے ہوئے کہا تو وہاں پر خاموشی چھا گئی' پھر اس بارے میں کسی نے سوال نہیں کیا۔

اگرچہ میں نے انہیں جھوٹ سچ کہہ کر وقتی طور پر ان سے جان چھڑالی تھی' لیکن مجھے یہ احساس ہونے لگا کہ گاؤں نور نگر کے مکینوں کو اس لڑکی کے بارے میں تجسس ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس معاملے میں کہیں نہ کہیں سوہنی کا عمل دخل ہے۔ ان کے نزدیک تو وہ ایک طوائف ہی تھی جو ناچنے کے لیے میلے میں آئی تھی اور پھر وہ میرے گھر میں ٹھہری۔ میرے ذہن میں جو ایک دم سے سوال ابھرا تھا وہ یہ تھا کہ اگر سوہنی کو سردار شاہ دین قبول کر لیتا ہے تو کیا نور نگر یا پورے علاقے کے لوگ اس انہونی کو قبول کر لیں گے؟ کیا اس قبولیت کے ساتھ سردار شاہ دین کا ماضی سامنے نہیں آئے گا؟ جس میں اس کا کردار کوئی قابل تحسین نہیں تھا۔ اگر سردار شاہ دین اسے بیٹی کے طور پر قبول کر لیتا ہے تو کیا سوہنی پر سے طوائف کا لیبل اتر جائے گا؟ کیا اسے سردار زادی کے طور پر لوگ قبول کر لیں گے؟ کیا سردار شاہ دین کی عزت و احترام کی وہ سطح رہ جائے گی جو انہوں نے اپنے تئیں بلند مقام پر رکھی ہوئی تھی؟ ایک دم سے ہی کئی سارے سوال میرے ذہن میں اترتے چلے گئے۔ میرا وجدان کہہ رہا تھا سردار اپنے رعب و دبدبے کے آگے ہر شے قربان کر دیتے ہیں۔ سردار شاہ دین کبھی بھی اپنی ساکھ' عزت و احترام' مقام اور مرتبے سے نیچے نہیں آ سکتا۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ اپنے دل سے مجبور ہو کر اولاد کا درد محسوس کرتے ہوئے اور بیٹی کی ہمدردی میں اسے قبول کر لے گا تو وہاں اتنے ہی یہ چانس تھے کہ وہ ضرور کوئی سازش کر کے سوہنی ہی کو ختم کر دے' پھر اس کے لیے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا' چہ جائیکہ شاہ زیب اور شاہ دین میں سوہنی کے معاملے میں مخالفت بھی پیدا ہو گئی تھی۔ ممکن ہے شاہ دین اپنی عمر کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے خاموشی سے یہ سمجھوتہ کر لے' مگر شاہ زیب نے تو ابھی حکمرانی کرنا تھی' وہ اپنے نام کے ساتھ یہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ اس کی بہن طوائف زادی ہے' اس لیے مجھے نہیں لگتا تھا کہ سردار سوہنی کے بارے میں کوئی اچھا فیصلہ کرنے والے تھے۔ اس سمجھوتے میں وہ سوہنی سے جان چھڑانے والی بات ہی کریں گے۔ کیونکہ سمجھوتے کبھی دل سے نہیں کیے جاتے' مجبوری میں کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ میں ان نوجوانوں کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کرتا رہا تھا' لیکن یہ سوال جو میرے ذہن میں پیدا ہو رہے تھے' مجھے بے چین کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ شام ہو گئی اور دن ڈھل گیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف چل پڑا۔

میں جب گھر پہنچا تو بھیدہ دودھ دے کر جا چکا تھا۔ مجھے صحن میں آتا دیکھ کر ماں نے دور ہی سے کہا۔

''منہ ہاتھ دھو کے آ جا پتر..... کھانا کھا لے۔''

میں وہیں سے باتھ روم کی طرف مڑ گیا۔ پھر جب پارچائی پر آ کر بیٹھا ہی تھا کہ باہر کا گیٹ بج اٹھا۔

''یار اس وقت کون آ گیا؟'' میں نے بڑبڑاتے ہوئے اٹھنا چاہا تو دالان میں کھڑی سوہنی نے کہا۔

''تم بیٹھو' میں دیکھتی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے گیٹ کی جانب قدم بڑھا دیئے۔ تبھی اماں نے تیزی سے پکارا۔

''سوہنی..... !ادھر واپس آ جا' میں دیکھتی ہوں' سو جن' سو دشمن' پتہ نہیں باہر کون ہے؟''

سوہنی کے قدم وہیں رک گئے۔ اماں اس کے قریب سے گزر کر باہر گیٹ کے پاس چلی گئی۔ کچھ ہی دیر بعد چھوٹا گیٹ کھلا اور ڈی ایس پی اندر آ گیا۔ میں نے اسے دیکھ کر اٹھنا چاہا تو وہ دور سے ہی بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بیٹھو بیٹھو..... مجھے ذرا جلدی تھی اس لیے میں آ گیا۔''

میں اتنی دیر میں کھڑا ہو گیا تھا۔ اس سے مصافحہ کیا' تب تک سونی اندر سے کرسی لے آئی تھی۔ وہ اس پر بیٹھ گیا۔ تبھی اس نے سونی کو بھی بیٹھنے کے لیے کہا' وہ میرے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گئی' لیکن اماں کچن کی طرف چلی گئی۔

''سونی..... ! صبح جو ہمارے درمیان بات ہوئی تھی وہ میں نے سردار شاہ دین سے کر دی اور پھر اس پر تفصیلی بات چیت بھی ہوئی' وہ مانتے ہیں کہ تم ان کی بیٹی ہو' لیکن شاہ زیب آڑے آ چکا ہے۔''

''وہ تو میں نے کہہ دیا مجھے جائیداد نہیں چاہیے پھر وہ کیوں نہیں مانتا۔'' سونی نے تیزی سے کہا۔

''وہ صرف اس بات سے خائف ہے کہ تم ایک طوائف ہو۔ وہ اپنے ساتھ تمہارا نام جوڑنا نہیں چاہتا۔'' وہ آہستگی سے بولا۔ تب سونی مایوسانہ انداز میں بولی۔

''تو پھر کیا کہتے ہیں وہ.....؟''

''شاہ دین نے تو اپنا موقف بتا دیا تھا لیکن اس وقت تو معاملہ شاہ زیب کا ہے۔'' ڈی ایس پی نے کہا تو وہ غصے میں بولی۔

''وہ کیا کہتا ہے' مطلب' وہ کیا چاہتا ہے کہ میں خودکشی کر لوں۔''

''اس کا کہنا ہے کہ جتنی چاہے تم دولت لے لو..... مگر اس حق سے دستبردار ہو جاؤ کہ تم سردار شاہ دین کی بیٹی ہو۔''

''مطلب' وہ میری قانونی حیثیت قبول نہیں کرنا چاہتا۔'' سونی نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

''بظاہر تو یہی لگتا ہے۔'' وہ بھی تقریباً مایوس ہو گیا۔

''او کے ڈی ایس پی صاحب' آپ نے تو محنت کی' لیکن سردار ایسا نہیں چاہتے' نہ سہی' میں کل عدالت میں رٹ دائر کر دیتی ہوں' پھر سارے ملک کو پتہ چل جائے گا' یہ رات درمیان میں ہے۔ رہی زندگی تو کل عدالت میں..... آپ بھی اپنا موقف دے دیں گے نا.....'' سونی نے اپنی بات کہتے کہتے اس سے پوچھا۔

''میں تو قانون کے مطابق بات کروں گا' میں بہرحال اپنی رپورٹ آج ہی بنا کر بھیج دوں گا۔ اپنے اعلیٰ افسران کو' پھر وہ جانے اور آپ یا سردار.....'' وہ آہستگی سے بولا' پھر اٹھتے ہوئے کہنے لگا۔ ''بہرحال..... ! آج رات آپ اپنا خیال رکھیں' میں کچھ نفری یہاں چھوڑے جا رہا ہوں..... وہ آپ کی حفاظت کریں گے۔''

''نہیں ڈی ایس پی صاحب' یہ بچارے سارا دن کے تھکے ہوئے' رات کیا ڈیوٹی دیں گے۔ ہم خود اپنی حفاظت کر لیں گے۔''

''بیٹھو' پتر کھانا کھا لو..... جو دال ساگ بنا ہے چکھ لو۔'' اماں نجانے کس وقت ٹرے میں کھانا رکھے وہاں آ گئی تھیں۔

''اماں جی..... ! اس وقت مجھے قطعاً بھوک نہیں ہے۔ میں سرداروں کے ہاں سے کھانا کھا کر نکلا ہوں۔ لیکن کہتے ہیں کہ کھانا سامنے آ جائے تو انکار نہیں کرنا چاہیے' آپ صرف ایک کپ چائے پلا دیں' کھانا ہو گیا۔'' یہ کہہ کر وہ دوبارہ بیٹھ گیا۔ میں نے اماں کو کھانا واپس لے جانے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کا اشارہ کر دیا۔ تبھی سونی بھی اٹھ گئی۔ میں اور وہ دونوں اکیلے رہ گئے۔ تبھی وہ بولا۔

''جمال..... ! تم کوئی تیسری راہ نکال سکتے ہو؟''

''تیسری راہ تو تبھی نکل سکتی ہے نا جناب کہ اگر دونوں طرف سے مخلص ہوں' اب دیکھیں سونی صرف اپنی شناخت چاہتی ہے' جائیداد کا حق نہیں۔ دوسری طرف سے نہ شناخت دی جا رہی ہے اور حق..... بلکہ منہ بند کرنے کی قیمت دی جا رہی ہے۔'' میں نے کہا تو وہ بولا۔

''وہی نا..... یہ تو سامنے ہے' تیسرا کوئی حل۔''

''میں وہی کہہ رہا ہوں نا کہ ایک طرف کے لوگ مخلص نہیں ہیں۔'' میں نے پھر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا تو اس نے تجسس سے پوچھا۔

''یہ تم کس بنا پر کہہ رہے ہو؟''

''اس لیے کہ انہیں یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ سونی کے پاس عدالت جانے کا حق ہے' لیکن یہ حق اس وقت ختم ہو جائے گا جب وہ عدالت پہنچ ہی نہیں پائے گی' ان سرداروں کے دماغ میں کہیں ہے کہ سونی کی زندگی کا خاتمہ' ان کے لیے نجات ہے۔ انہوں نے قانون کی آنکھ میں دھول اس طرح جھونکی ہے کہ دونوں باپ بیٹا ڈرامہ کر رہے ہیں۔ ایک مانتا ہے' ایک نہیں مانتا۔ اور موقع پاتے ہی سونی نہیں رہے گی۔ حالانکہ سونی نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنی شناخت لے کر یہ ملک ہی چھوڑ جائے گی' تو پھر انہیں ڈر کیوں ہے؟'' میں نے تفصیل سے بتایا تو وہ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔

''بات تو دل کو لگتی ہے' سونی کی زندگی کو خطرہ تو ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ تم اس کی حفاظت کر پاؤ گے۔ وہ یہاں سے کہیں محفوظ جگہ پر چلی کیوں نہیں جاتی؟''

''میں تو اپنی پوری کوشش کروں گا کہ اس کی حفاظت کروں' اور جہاں تک چلے جانے کا تعلق ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ لاہور میں بھی محفوظ ہوگی۔ وہاں پر تو وہ زیادہ ان کے نشانے پر ہوگی۔ اب تک انہوں نے یہ ڈرامہ کیوں کیے رکھا' وہ اب اس کی موومنٹ پر نگاہ رکھیں گے۔ آج رات نکلے یا کل صبح' انہوں نے حملہ کرنا ہی کرنا ہے۔''

''تم اتنے پر یقین ہو۔'' اس نے تجسس سے پوچھا تو میں نے بڑے تحمل سے کہا۔

''جی ڈی ایس پی صاحب..... ! میں بچپن سے انہیں سمجھ رہا ہوں جو کچھ یہ سوچ کر بیٹھے ہوئے ہیں' میں وہ قطعاً نہیں ہونے دوں گا کہ سونی میری پناہ میں ہے' آپ کیوں نہیں سمجھتے یہ ان کی جائیداد ہی کا نہیں حکمرانی کا بھی مسئلہ ہے' ایسی دس بیٹیاں وہ قربان کر دیں۔''

''سردار شاہ دین تو بہت جذباتی ہے۔''

''لیکن وہ بہت بڑا ایکٹر بھی ہے۔ بڑا زبردست ڈرامہ کرتا ہے۔'' میں نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ بھی ہنس دیا۔ اس دوران سونی چائے لے کر آ گئی' وہ آہستہ آہستہ سپ لے کر پینے لگا۔ پھر بولا۔

''اب دیکھو..... ! مجھے سو کام ہیں' لیکن کل سے انہوں نے مجھے الجھایا ہوا ہے۔ خیر..... تم لوگ اپنی طرف سے درخواست لکھ کر دے دو' کہ آپ کو سرداروں سے خطرہ ہے' میں اب جاتے ہوئے انہیں پابند کر جاؤں گا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سوہنی چاہے تو دے دے درخواست' مجھے ضرورت نہیں ہے۔'' میں نے کہا تو گیٹ بج اٹھا۔ اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ میں اٹھ کر باہر کی طرف گیا' وہاں فخرو کھڑا تھا' سرداروں کا خاص ملازم۔

''ہاں بولو!''

''ڈی ایس پی صاحب یہیں ہیں۔'' اس نے پوچھا۔ حالانکہ وہ اچھی طرح چائے پیتے ہوئے نفری کے لوگ اور گاڑی دیکھ چکا تھا' میں نے پھر بھی تحمل سے جواب دیا۔

''ہاں..... ہیں۔''

''میں ان سے مل سکتا ہوں۔''

''آ جاؤ.....'' میں نے کہا اور اندر آنے کے لیے راستہ چھوڑ دیا۔ وہ میرے ساتھ ہی چارپائی تک آیا اور پھر بیٹھ گیا۔ ڈی ایس پی اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

''بولو' کیا کہنا ہے؟''

''سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ جاتے ہوئے حویلی کی طرف سے ہو کر جائیں۔''

''کیوں.....؟'' اس نے قدرے تلخی سے پوچھا۔

''جی' یہ تو نہیں معلوم' انہوں نے پیغام دیا.....''

''انہیں کہو کہ میں نے سارا دن گزار لیا' ان کے کام کے لیے' اب مجھے کچھ اور بھی کرنا ہے' میں ان کا ذاتی ملازم نہیں ہوں' انہیں بتا دینا کہ میں کل پورے علاقے کی خود پنچائت بلا رہا ہوں اپنے آفس میں' انہیں بھی آنا ہوگا' کیونکہ مجھے کل تک ہر صورت میں رپورٹ بنا کر بھیجنی ہے۔'' ڈی ایس پی نے نجانے کیوں ایسا کہہ دیا۔

''جی' وہ شاید آپ سے یہی کہنا چاہ رہے ہیں کہ کل کاغذات کی تکمیل کروالیں' سردار صاحب لکھ دیں گے جو چاہیں گے.....'' فخرو نے جھجکتے ہوئے کہا جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔ اس سے پہلے کہ ہم میں سے کوئی بولتا' سوہنی نے دالان ہی سے کہا۔

''سنو فخرو! جاؤ اور جا کر سردار صاحب سے کہہ دو' اس کے پاس صرف دو گھنٹے ہیں' میں ڈی ایس پی صاحب کی منت سماجت کر کے انہیں روک لیتی ہوں۔ اگر وہ یہاں آ کر طے کر لیں تو ٹھیک' ورنہ میں انہی کے ساتھ واپس جا رہی ہوں' پھر عدالت ہی میں ملاقات ہوگی۔ میں تو اپنے باپ کا پاس کر رہی ہوں' اگر میرا باپ ہی پاس نہیں رکھنا چاہتا تو پھر میں کیا کروں۔''

''بی بی جی.....! قانونی طور پر معاملہ طے کرنے میں عدالتی کاغذات کی ضرورت ہوتی ہے نا' وہ تو اب صبح ہی ملیں گے..... وہ یہی کہنا چاہ رہے ہیں کہ آپ کو بھی اور وہ بھی ان صاحب کے دفتر میں بیٹھ کر کاغذات تیار کروا کر.....''

''کاغذات ہیں میرے پاس۔ وہ آئیں اور ان پر دستخط کر دیں' بس..... میں اس صورت میں بھی واپس چلی جاؤں گی' یہاں نہیں رہوں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گی۔'' سونی کے لہجے میں غصہ سلگ رہا تھا۔

''ہاں بھئی جاؤ' میں آدھا گھنٹہ یہاں انتظار کر لیتا ہوں' تب تک آ گئے سردار صاحب تو ٹھیک ورنہ ہر ایک کی اپنی مرضی.....'' ڈی ایس پی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولا۔'' مجھے تھوڑا آرام کرنا ہے۔''

''چلیں۔'' میں نے باہر والے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ میرے ساتھ بڑھ گیا۔

میں اس وقت کھانا کھا چکا تھا' جب چھا کا حواس باختہ سا گھر میں داخل ہوا۔ اسے کسی نے غلط اطلاع دے دی تھی کہ پولیس مجھے پکڑنے کے لیے آئی ہے' جب اسے ساری بات کا پتہ چلا تب وہ پرسکون ہو گیا۔ آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا' ڈی ایس پی باہر والے کمرے سے اٹھ کر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا کہ میری توقع کے مطابق سردار شاہ دین وہاں آن پہنچا۔ باہر والے کمرے میں سردار' ڈی ایس پی' میں اور سونی کے علاوہ فخرو اور چھا بھی تھے۔ سردار چند لمحے خاموش بیٹھا رہا' پھر گویا ہوا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ اگر بات عدالت اور عدالت سے میڈیا تک پہنچی' تب مجھے سونی کو اپنی بیٹی قرار دینا ہی پڑے گا' لیکن اس کے علاوہ مجھ پر کیا چارج ہوں گے۔ انہیں میں بخوبی جانتا ہوں۔ شاہ زیب کو فقط اپنی جائیداد دکھائی دے رہی ہے' جو ساکھ وہ بچانا چاہتا ہے' وہ نہیں بچے گی' میں پورے دل سے سونی کو اپنی بیٹی مانتا ہوں' کل عدالت میں جا کر جو قانونی کارروائی میری بیٹی چاہے' میں اس کے لیے تیار ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ اٹھا اور اس نے اپنی بانہیں پھیلا دیں۔ یہی وہ نازک ترین مرحلہ تھا' جہاں سونی جذبات میں آ کر کچھ بھی فیصلہ کر سکتی تھی' میں اچھی طرح جانتا تھا کہ سردار کا یہ فیصلہ بہت سوچ بچار کے بعد کیا گیا ہے' وہ باپ کے گلے لگ کر رو رہی تھی' کچھ وقت ایسے ہی گزر گیا۔ ماحول میں سوگواریت گھل گئی تھی۔ تبھی وہ اس سے الگ ہوئی اور اندر کی جانب چلی گئی۔ میں خاموش تھا۔

''ٹھیک ہے سردار صاحب! کل پھر رپورٹ بنا کر میں بھجوا دوں گا کہ فریقین میں سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ آپ کل آ کر دستخط کر دیں۔''

''رپورٹ بنانے میں کونسا وقت لگتا ہے' آپ ابھی بنا لیں۔ ابھی دستخط کر دیتا ہوں۔'' سردار شاہ دین نے خلوص سے کہا' تبھی ڈی ایس پی نے باہر سے ایک انسپکٹر کو بلوا لیا اور اسے رپورٹ تیار کرنے کو کہا۔ ظاہر ہے کاغذ قلم تو مجھی سے مانگنا تھا' میں نے چھا کے کو اشارہ کیا کہ وہ الماری میں سے کاغذ نکال لایا' اتنی دیر میں سونی اندر سے برآمد ہوئی اور کمرے میں آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں اسٹام پیپرز تھے۔ اس نے آتے ہی وہ اسٹام پیپرز ڈی ایس پی کو دے دیئے۔ پھر بولی۔

''آپ اسے دیکھیں اور پڑھیں' پھر میری نیت کا اندازہ لگائیں۔ یہ میں نے ایک ہفتہ قبل تیار کروائے ہیں۔ میں کچھ نہیں کہوں گی۔ آپ بابا کو بتا دیں' بابا خود پڑھ لیں۔''

ڈی ایس پی نے پہلے وہ دستاویز خود پڑھی' پھر سردار کو دے دی۔ جس میں تقریباً بیس منٹ صرف ہو گئے۔ چھا کا' کاغذات کا ایک دستہ لے کر آ گیا تھا جو اس نے انسپکٹر کو دے دیا۔

''سردار صاحب! یہ تو بڑا معقول مطالبہ ہے' یہ آپ سے شناخت مانگ رہی ہے' اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔'' ڈی ایس پی نے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں.....! مجھے قبول کرنے میں کوئی انکار نہیں۔ میں ابھی دستخط کر دیتا ہوں۔ بس شاہ زیب سے خوف آتا ہے کہ وہ اسے نقصان نہ پہنچائے۔ یہ چاہے لاہور میں رہے یا پھر کسی غیر ملک میں' میں ہر طرح اس کے ساتھ ہوں' روپے پیسے کی فکر نہ کرنا.....'' سردار نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔ پھر دستاویزات پر دستخط کر دیئے۔ کچھ دیر بعد انسپکٹر نے رپورٹ تیار کر دی' گواہان میں فخرو اور چھا کا تھے۔ ڈی ایس پی اور میں نے بھی دستخط کیے' یوں بڑے اطمینان سے یہ مرحلہ سر ہو گیا۔ ڈی ایس پی خوش تھا کہ اس نے یہ معرکہ مار لیا ہے اور اس کی محنت رنگ لے آئی تھی۔ تقریباً دو گھنٹے بعد جب اٹھنے لگے تو سردار نے اپنی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور سوہنی کو دیتے ہوئے بولا۔

''یہ رکھ لو..... تمہارے کام آئیں گے۔''

سوہنی نے بڑے آرام سے وہ گڈی پکڑی' اس میں سے آدھے نوٹ نکال کر انسپکٹر کی جانب بڑھا دیئے۔ ''یہ باہر بیٹھے ان بے چاروں کے لیے ہیں' جو صبح سے.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ ڈی ایس پی چند لمحے سوچتا رہا' پھر اس نے نوٹ لے لینے کا اشارہ کر دیا۔ پہلے سردار شاہ دین نکلا' پھر اس کے بعد پولیس والے چلے گئے۔ سوہنی بہت پہلے کاغذات لے کر اندر چلی گئی تھی۔ چھا کے نے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔ میں بھی مسکرا دیا تو وہ سمجھ گیا کہ میں کیا چاہتا ہوں' وہ باہر چلا گیا۔ میں نے دروازہ لگایا اور صحن میں نکل آیا' سوہنی اماں کے ساتھ لپٹی ہوئی بیٹھی تھی۔ خوشی سے اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ ٹھٹکی' مجھے لگا کہ وہ وارفتگی میں میرے گلے آ لگے گی' اس لیے بجائے ان کے قریب جانے کے چھت کی راہ لی۔

کھلی فضا میں گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے میں خود پر قابو پا رہا تھا۔ یہ بڑی تاریخی رات ثابت ہو رہی تھی۔ سردار شاہ دین کی وہ تمکنت' وہ غرور اور حکمرانی کا خمار ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ بت پاش پاش ہو گیا جو خود کو منوانے کے لیے جبر کا ماحول بنائے ہوئے تھا۔ انسان آزاد پیدا ہوا ہے' اس پر حکمرانی کا حق صرف اور صرف اس کے تخلیق کرنے والے خالق کو حاصل ہے۔ جب خالق نے انسان کو اختیار دے دیا کہ وہ اس دنیا میں اپنی مرضی سے جیسے چاہے زندگی گزارے' تو انسان کو انسان پر حکمرانی اور جبر کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے اور درست ہے کہ چراغ سے چراغ جلتا ہے' اللہ کی حکمرانی قائم کرنے کے لیے جبر کرنا اس لیے غلط ہے کہ اہمیت کردار کو حاصل ہے۔ اعلیٰ کردار اپنی روشنی سے پورے ماحول کو جگمگا دیتا ہے۔ جبر کا راستہ وہی اختیار کرتے ہیں جن کے کردار میں خامیاں ہوں' لالچ اور مفاد پرستی کا بسیرا ان کے من میں ہو' میں یہی سوچ رہا تھا کہ سیڑھیوں میں آہٹ سنائی دی۔ میں نے گھوم کر دیکھا' وہاں چھا کا تھا' اس نے اندھیرے میں مجھے دیکھ لیا تھا' اس لیے تیزی سے میری طرف بڑھا۔

''ہاں بولو' کیا صورتحال ہے؟''

''جس وقت سردار شاہ دین یہاں آیا ہے' اس وقت دونوں باپ بیٹا میں بڑی گرما گرم بحث ہوئی ہے' شاہ زیب ہر حال میں سوہنی کو قتل کر دینا چاہتا ہے' اس کا یہ خیال ہے کہ جب وہ ہی نہیں رہے گی تو اس کے ساتھ سارے ثبوت بھی ختم ہو جائیں گے' اگر کوئی انکوائری ہو گی' عدالتی معاملہ چلے گا تو یہ کوئی نئی بات نہیں' جب تک چلے گا بھگت لیں گے۔''

''اور سردار شاہ دین.....؟'' میں نے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ بڑا زیرک آدمی ہے' وہ اسے یہ سمجھانا چاہ رہا تھا کہ پھنکارتے ہوئے سانپ اور باؤلے کتے کو آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے' وہ کسی لمحے بھی موت کا سبب بن سکتے ہیں۔ انہیں قابو میں کر کے جب چاہے انہیں ختم کر دیا جائے' اسے معلوم ہو چکا تھا کہ سوہنی نے اس کے گرد جو حصار بنا دیا تھا' اسے فی الحال توڑنا بہت مشکل ہے۔ اگر توڑتے ہیں تو خود دنیا کے سامنے ننگے ہو جاتے ہیں۔''

''مطلب اس نے یہ سمجھوتہ بیٹی کی محبت میں نہیں' اپنے بچاؤ کے لیے کیا ہے۔'' میں نے پوچھا تو چھا کا بولا۔

''بالکل! ایک طرف پولیس چڑھ دوڑی تھی تو دوسری جانب پورے علاقے میں بات پھیل جانے کا خوف' تیسرا سوہنی کو ہمارا سہارا مل گیا' معاملہ سانپ کے منہ میں چھچھوندر والا بن گیا۔ انہیں وہی کرنا پڑا' جو سوہنی چاہتی تھی۔

''ٹھیک ہے' اب شاہ زیب کہاں ہے؟'' میں نے اپنے اندر ابلتے ہوئے لاوے کو قابو میں کرتے ہوئے پوچھا۔

''وہ تو شام ہی سے ڈیرے پر ہے۔ اس نے بندے جو بلوائے ہوئے ہیں۔ اس کے ارادے خطرناک نہیں لگتے مجھے.....'' چھا کے نے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو میں نے آہستگی سے کہا۔

''چھا کے..... بہت عرصے بعد آج کی رات آئی ہے۔ میں جو کچھ آج کرنے جا رہا ہوں' اس کا میں نے بہت انتظار کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تو میرے لیے موت کے منہ میں بھی چھلانگ لگا دے گا' اس لیے میں.....'' میں نے کہنا چاہا مگر اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا اول فول بک رہا ہے تو..... جو کرنا ہے بتا۔''

''چل ٹھہر پھر.....'' میں نے اسے کہا اور چھت پر بنے کمرے میں چلا گیا۔ پسٹل تو میرے پاس تھا' ہی' میں نے وہاں سے کچھ میگزین لیے' تیز دھار خنجر اٹھایا اور اسے اپنی پنڈلی سے بیلٹ کے ساتھ باندھ لیا۔ دو پسٹل مزید اٹھائے جن کی شاندار کارکردگی تھی۔ وہ لے کر میں کمرے سے باہر آیا۔ تالا لگایا اور دونوں پسٹل اور میگزین چھا کے کو تھما دیے۔ اس نے خاموشی سے وہ پکڑے اور آنکھوں کے اشارے سے پوچھا' تو میں نے جواب دیا۔ ''چل بائیک لا' پھر نکلیں۔''

ہم دونوں ہی آگے پیچھے چھت پر سے نیچے آ گئے۔ اماں اور سوہنی ابھی تک صحن میں تھیں۔ مضطرب سی سوہنی نے میری طرف دیکھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ سے بہت کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن' یہ وقت نہیں تھا۔ میں اسے نظر انداز کرتا ہوا چھا کے کے پیچھے باہر گلی میں آ گیا۔ وہ بائیک اسٹارٹ کر چکا تھا۔ میرے بیٹھتے ہی وہ چل پڑا۔ چوک پار کرتے ہی اس نے مجھ سے پوچھا۔

''جانا کدھر ہے.....''

''نہر کنارے' حویلی کے پچھواڑے..... فصلوں کے درمیان جو راستہ ہے' وہاں تک چل.....'' میں نے اسے جگہ بتائی تو اس نے کچھ مزید پوچھے بغیر بائیک کی رفتار تیز کر دی۔

اندھیری رات میں پہلا پہر ختم ہو چکا تھا' گاؤں میں یہ وقت بڑا پرسکون ہوتا ہے' پکی سڑک پر کوئی ذی روح نہیں تھا۔ البتہ چوک میں بیٹھے ہوئے کچھ لوگوں نے ہمیں دیکھا تھا۔ پکی سڑک پر فرلانگ بھر آگے جانے کے بعد وہ راستہ نکلتا تھا جو نہر کنارے جاتا تھا۔ چھا کے نے بائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانب اس کچے راستے پر بائیک موڑ لی' تب میں نے چھاکے کو آہستہ رفتار سے چلنے کو کہا۔ حویلی کے پچھواڑے پہنچ کر میں نے اسے رکنے کو کہا تو وہ رک گیا۔ میں بائیک سے نیچے اتر آیا تو اس نے سوالیہ انداز میں سرگوشی میں پوچھا۔

''یہاں کیوں..... ابھی تو نہر.....''

تب میں نے بڑے پرسکون انداز میں جواب دیا۔

''چھاکے..... میں سردار شاہ دین کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ تم نے میرا یہاں انتظار کرنا ہے' بائیک کو نہر کنارے لے جا کر چھپا دے' تاکہ بعد میں ہمارا'' کھرا'' انہیں نہ ملے..... واپس اس جگہ آ جانا..... واپس آ کر بائیک لے لیں گے' اگر میں دو تین گھنٹے میں نہ آیا تو تم واپس پلٹ جانا..... حویلی میں آنے کی حماقت نہ کرنا' پھر صبح ہی میرا پتہ کرنا۔''

''یار تو نے پہلے کیوں نہیں بتایا' کچھ اور بندوبست کرتے..... کہیں دوسری جگہ.....''

''بحث نہیں..... جو کہا ہے وہ کرو۔'' میں نے سختی سے کہا اور فصل کے کنارے کھال کی منڈیر پر چل پڑا۔ مجھے یقین تھا کہ جب تک میں نگاہوں سے اوجھل نہ ہوا' وہ وہیں کھڑا رہے گا۔ میں اندھیرے میں بڑے محتاط انداز سے چلتا چلا گیا۔ اس وقت میں پرسکون ہو گیا جب میں نے محسوس کیا کہ چھاکا بائیک لے کر نہر کنارے چلا گیا ہے۔

حویلی کے پچھواڑے کی چار دیواری میرے سامنے تھی۔ بچپن سے میں اس حویلی کو دیکھتا آیا تھا اور ہمیشہ میں نے یہی سوچا تھا کہ جب کبھی بھی مجھے اس حویلی میں داخل ہونا پڑے تو میں خاموشی سے کیسے داخل ہو سکتا ہوں۔ میں نے ان گنت مرتبہ اس حویلی کا جائزہ لیا تھا اور محفوظ سے محفوظ راستہ تلاش کر کے نجانے کتنی بار خیالوں ہی خیالوں میں اس حویلی کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ بچپن سے ایک ایک امکان میرے ذہن میں تھا اور اس کے ہزاروں حل بھی میں سوچ چکا تھا۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہی یہی تھی کہ محفوظ طریقے سے اس حویلی میں داخل ہو کر باہر نکل آؤں۔ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ ملازمین کے کوارٹر اسی طرف ہیں اور ایک لوہے کا دروازہ اس چار دیواری میں نصب تھا جو ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ ایک گیٹ نما دروازہ آخری سرے پر تھا' جو اس وقت کھولا جاتا تھا جب سرداروں نے ڈیرے پر ایمرجنسی میں جانا ہوتا تھا۔ ملک سجاد اسی گیٹ سے نکلا تھا۔ مجھے دیوار پھاندنے کی ضرورت نہیں تھی' میں لوہے کے اس دروازے سے باآسانی اندر جا سکتا تھا جو ملازمین کی گزرگاہ تھی۔ اس میں سب سے بڑا رسک یہی تھا کہ ملازمین کی نگاہ مجھ پر پڑ سکتی تھی' ان کی نظروں سے بچنا محال تھا۔ کیونکہ وہ حویلی کے اس طرف کھلے میں پھرتے رہتے تھے اور اس میں سو بھی جاتے تھے۔ میں دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اندر کی طرف اندھیرا تھا۔ میں نے آہستگی سے دروازہ کھولا' چند لمحے اندر کا جائزہ لیا اور اندر کی طرف چلا گیا۔ وہاں کوارٹروں سے آنے والی دھیمی دھیمی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ میں وہیں دیوار کی جڑ میں بیٹھ گیا۔ میں چند منٹ دم سادھے وہیں بیٹھا رہا۔ رات کے اس پہر ملازمین کے کوارٹروں میں خاموشی تھی۔ دو چار لوگ باہر چارپائیوں پر لیٹے ہوئے تھے' میں یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں یا جاگ رہے ہیں۔ مجھے وہیں بیٹھ کر یہی یقین کرنا تھا۔ میں تقریباً پندرہ منٹ وہیں اسی مقصد کے لیے بیٹھا رہا۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ بے خبر سو رہے ہیں تو میں اٹھا اور ان کے قریب سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہاں سے رہائشی عمارت تقریباً دو ایکڑ پر تھی۔ درمیان میں ایک طرف لان اور دوسری طرف سوئمنگ پول تھا۔ جس میں اس وقت پانی نہیں تھا۔ میں تیزی سے چلتا ہوا رہائشی عمارت کی پچھلی طرف آ گیا۔ یہاں بھی ایک داخلی دروازہ تھا' جو میری معلومات کے مطابق اکثر بند رہتا تھا۔ میں وہ دروازہ کھول نہیں سکتا تھا لیکن اس پر بنے ہوئے آرائشی شیڈ میرے کام آ سکتے تھے۔ سردار شاہ دین کی خواب گاہ اوپر والے پورشن میں تھی۔ میں ان شیڈز کے سہارے چڑھ کر اوپر بالکونی میں جا سکتا تھا۔ پھر ایک راہداری کے بعد سردار کی خواب گاہ تھی۔ اصل خطرہ اوپر ہی تھا۔ وہاں سیکورٹی گارڈ موجود رہتے تھے۔ میں نے اپنی ساری ہمت جمع کی اور شیڈ میں انگلیاں جما دیں' پھر اپنا وزن اٹھاتے ہوئے میں اوپر چڑھنے لگا۔ تقریباً دو منٹ بعد میرے ہاتھ بالکونی تک پہنچ گئے' میں نے اپنا سر اٹھایا اور کسی ممکنہ خطرے کو دیکھا' سامنے کی راہداری خالی تھی۔ میں چشم زدن میں بالکونی میں تھا اور اپنے حواس بحال کرنے کے ساتھ ساتھ سانسیں بھی درست کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ کچھ دیر بعد میری سانسیں بحال ہو گئیں۔ میں اٹھا اور دبے پاؤں آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہاں کوئی ذی روح نہیں تھا' مجھے حیرت ہونے لگی کہ وہاں کوئی سیکیورٹی گارڈ کیوں نہیں ہے؟ کیا سردار اس وقت حویلی میں نہیں؟ کیا میری محنت ضائع چلی گئی' میں ایک دم سے پریشان ہو گیا۔

میں نے اگلے چند لمحوں میں خود پر قابو پایا اور مایوسی کو جھٹک دیا۔ راہداری میں اندھیرا تھا لیکن باہر سے چھن کر آئی ہوئی روشنی میں لوہے کی گرل صاف دکھائی دے رہی تھی۔ میں آگے بڑھتا گیا۔ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ سردار شاہ دین کی خواب گاہ کس طرف ہے۔ میں اس راہداری میں آ گیا' جہاں ایک طرف کمرے بنے ہوئے تھے اور دوسری طرف لوہے کی گرل سے نیچے صحن صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صحن میں کوئی نہیں تھا اور راہداری بھی خالی تھی۔ میں حیران تھا کہ ایسا سناٹا کیوں ہے۔ حویلی کے ملازمین کہاں چلے گئے۔ میں سب سے زیادہ سیکورٹی والوں سے محتاط تھا جو ابھی تک مجھے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ مجھے دائیں جانب مڑنا تھا' جہاں سردار کی خواب گاہ تھی۔ میں نے بڑے محتاط انداز میں سامنے دیکھا' ویران اور خالی راہداری میں ایک بلب جل رہا تھا۔ اس کی روشنی تھی' جس سے لوہے کی گرل دکھائی دے رہی تھی۔ میں تیزی سے آگے بڑھا اور دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کے تمام سوئچ آف کر دیئے جس سے بلب بجھ گیا تو اندھیرا چھا گیا۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر خواب گاہ کا دروازہ تھا' میں نے دروازے پر ہلکا سا دباؤ دیا' وہ اندر سے بند تھا۔ میں نے ایک لمبی سانس لی اور دروازے پر دستک دے دی۔ چند لمحوں بعد سردار کے کھنکارنے کی آواز آئی پھر دھیرے سے پوچھا۔

''کون ہے بھئی؟''

''جی' میں چھینہ .....'' میں نے آواز بدل کر ہلکے سے کہا۔ چھینہ اس کا باڈی گارڈ تھا اور ہمہ وقت حویلی ہی میں رہتا تھا' میں نے بچپن سے ان گنت مرتبہ اس کی آواز سنی تھی۔ مجھے لگا کہ میں نے اس کی آواز کی کاپی ٹھیک کر لی ہے۔ اگلے چند لمحوں میں دروازہ کھل گیا۔ مجھ پر نگاہ پڑتے ہی سردار کی بھنوئیں تن گئیں۔ جب تک وہ کچھ سمجھتا یا کچھ کہتا' میں نے دروازے میں اپنا پاؤں اڑس دیا' پھر پوری قوت سے دروازے کا پٹ اندر کی جانب دھکیل دیا۔ دوسرے ہاتھ سے میں نے سردار کو دھکا دیا' وہ لڑکھڑاتا چلا گیا' وہ گھگھیائے ہوئے انداز میں بولا۔

''تم پاگل ہو گئے ہو..... کیا ہوا تمہیں.....''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آرام سے اپنے بستر پر جا کر لیٹ جاؤ' میں نے تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ میرے خیال میں تجھے میری بات سمجھ میں آ گئی ہوگی.....''
میں نے سرد لہجے میں کہا تو اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ چند لمحے میری طرف دیکھتا رہا' پھر مڑ گیا۔ میں نے دروازے کا لاک لگایا اور اس کے بستر پر چلا گیا۔ جہاں وہ سکون سے لیٹ گیا تھا۔

''بولو.....! کیا کہنا ہے تمہیں.....؟'' اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا تو میں نے بڑے سکون سے کہا۔

''یاد کرو سردار' اس وقت کو یاد کرو جب تو نے جوانی کے خمار میں میرے باپ کو قتل کر دیا تھا۔''

''وہ..... وہ ایک حادثہ تھا۔'' اس نے لرزتے ہوئے کہا۔

''نہیں' وہ حادثہ نہیں تھا' تم نے جان بوجھ کر میرے باپ کو قتل کیا تھا' اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ میں تم سے اتنی نفرت کیوں کرتا ہوں۔''

''جمال..... پتر..... تمہیں غلط فہمی ہوگئی ہے' سارا گاؤں جانتا ہے کہ وہ ایک حادثہ تھا' اللہ بخشے تیرا باپ بڑا پکا نشانے باز اور بہترین شکاری تھا۔ میرا تو وہ بڑا اچھا دوست تھا۔ ہم نے جوانی کا بڑا حصہ ساتھ میں شکار کھیلتے ہوئے گزارا ہے' اور میرے باپ نے تیرے باپ کو یہ زمین دی تھی۔ تمہیں بہکا دیا ہے کسی نے.....'' اس نے نرم لہجے میں سمجھایا۔

''نہیں سردار نہیں..... تم جھوٹ بولتے ہو..... یہ زمین میرے باپ نے اس وقت بنائی تھی جب یہ کسی کی نہیں تھی' خود الاٹ کروائی تھی حکومت سے' یہ احسان نہ جتا' میں مانتا ہوں کہ میرا باپ بہت اچھا شکاری تھا' نشانہ بازی مجھے ورثے میں ملی' یہ سچ ہے تم دونوں نے بہت شکار کیا' لیکن وہ تیرے جیسا بے غیرت نہیں تھا۔''

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو.....'' وہ تیزی سے بولا۔

''بچپن سے..... میں نے اس تحقیق میں وقت گزارا ہے سردار..... جس وقت میری ماں اس گاؤں میں بیاہ کر آئی' تو نے اپنی نیت بری کر لی' میرے باپ کے ہوتے ہوئے تو کچھ نہیں کر سکتا تھا' تو نے میرے باپ کو گولی مار دی' بہانہ یہ کر دیا کہ گولی بھول سے لگ گئی ساری دنیا جھوٹ بول سکتی ہے' لیکن میری ماں جھوٹ نہیں بول سکتی۔''

''تم..... غلط۔''

''خاموش بے غیرت.....'' میں نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا۔ ''تم نے میری ماں کو مجبور کرنا شروع کر دیا..... تاکہ وہ تیری بات مان لے..... میں اس وقت پیدا ہونے والا تھا' تو نے بڑا انتظار کیا' لیکن میری ماں نے صبر سے کام لیا..... وہ نہ صرف تیرے ظلم سہتی رہی' بلکہ صبر سے آج کے وقت کا انتظار کرتی رہی..... کیا اس کی صرف یہی سزا تھی کہ وہ ایک مجبور' بیوہ اور غریب عورت تھی۔''

''میں اب تجھے کیا کہوں.....'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دی' پھر بولا۔

''دیکھ قدرت کے کھیل کتنے نرالے ہیں' تو نے میری ماں کے بارے میں اپنی نیت خراب کی تھی' اس پر ظلم کیے' اسے مجبور کرتے رہے..... اب تیری بیٹی' میرے گھر میں ہے میں اس کے ساتھ جو مرضی کروں' تو مجھے نہیں روک سکتا..... روک سکتا ہے.....؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیکھ جمال' وہ میری جوانی کی بھول تھی' میں بہک گیا تھا' تو مجھے معاف کر دے اور سونی کو یہاں سے جانے دے..... میں تیرے پاؤں پڑتا ہوں۔'' سردار نے منت بھرے انداز میں دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

''یہ تو قدرت کا کھیل تھا' ورنہ میں تجھے ویسے ہی قتل کرنا چاہتا تھا۔'' میں نے کہا تو اس نے حسرت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور پھر بولا۔

''تو مجھے مار دے..... مجھے کوئی دکھ نہیں ہوگا' لیکن وعدہ کر' میری بیٹی کو خراب نہیں کرے گا' اسے یہاں سے دور بھیج دے گا.....''

''میں نے کچھ نہیں کرنا سردار..... اب جو کچھ کرنا ہے' تیرے شاہ زیب ہی نے کرنا ہے' میں بڑے صبر سے اسے برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں' صرف اسی دن کے لیے..... ساری زندگی تیرے بچے' کتوں کی طرح جائیداد پر لڑیں گے' چاہئے تو یہ تھا کہ تو زندہ رہتا اور یہ تماشا خود اپنی آنکھوں سے دیکھتا' لیکن میرا وعدہ ہے کہ تو نے میرے ہاتھوں مرنا ہے۔'' میں نے بڑے سکون سے کہا تو اس نے غیر محسوس انداز میں اپنا ہاتھ سرہانے کی طرف بڑھایا' جسے میں نے محسوس تو کر لیا' مگر کچھ نہ کہا' میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے' اگلے ہی لمحے اس نے اپنے سرہانے کے تلے سے پسٹل نکال لیا' میں ہنس دیا' اور پھر ایک جھٹکے سے ہاتھ مارا تو اس کا پسٹل دور جا گرا۔

''یوں اکیلے کو مارنا.....''

''بکواس بند کر..... تو نے جو ظلم کیے ہیں' انہیں یاد کر اور مرنے کے لیے تیار ہو جا.....'' میں نے کہا ہی تھا کہ اس نے شور مچانے کے لیے منہ کھولا' میں نے پوری قوت سے ایک گھونسہ اس کے منہ پر دے مارا' پھر چشم زدن میں پنڈلی کے ساتھ بندھا خنجر نکال لیا۔ وہ دہشت زدہ ہو گیا۔ پھر میں نے اسے مزید وقت نہیں دیا۔ اگلے ہی لمحے میں نے اس کے گلے پر خنجر پھیر دیا۔ خون کی تیز دھار نکلی' میں بچتا ہوا اٹھ گیا' وہ اپنے بستر پر خرخراتے ہوئے تڑپنے لگا۔

میں بڑے سکون کے ساتھ اس کا تڑپنا دیکھتا رہا۔ میری ماں کی آہوں' سسکیوں اور آنسوؤں سے جو زخم میرے دل پر لگے ہوئے تھے' ان پر مرہم لگتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ اپنی آخری سانسوں پر تھا۔ میں اسے مرتا ہوا دیکھتا رہا' یہاں تک کہ اس نے ہچکی لی' اور ساکت ہو گیا۔ اب میرے لیے وہاں ٹھہرنا فضول تھا' میں نے خنجر کو پنڈلی کی بلٹ میں اڑسا' پسٹل نکالا اور باہر کی طرف لپکا۔ میں نے پوری احتیاط سے دروازہ کھولا' پھر راہداری میں جھانکا' وہاں کوئی نہیں تھا۔ میں جس راستے سے آیا تھا' اسی طرح واپس پلٹنے لگا۔ بالکنی سے اتر کر میں بھاگتے ہوئے ملازمین کے کوارٹرز تک گیا۔ وہ اسی طرح سکون اور مزے سے سو رہے تھے۔ میں نے لوہے والے دروازے کو کھولا اور حویلی سے باہر آ گیا۔

باہر گھپ اندھیرا تھا۔ مجھے احساس نہیں تھا کہ میں نے حویلی میں کتنا وقت گزارا تھا' مجھے یقین تھا کہ چھاکا وہیں کہیں ہوگا' میں تیزی سے فصلوں کے درمیان سے ہوتا ہوا کچی سڑک تک گیا' جہاں سامنے ہی چھاکا کھال کی منڈیر پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔

''ہوں.....'' اس نے سرگوشی میں ہنکارا بھرا' اس کا مطلب تھا کہ میں کیا کر کے آ رہا ہوں' تب میں نے آہستگی سے جواب دیا۔

''مار دیا سردار کو..... اب چل نہر کنارے۔''

اس نے میری بات کا نہ کوئی جواب دیا اور نہ ہی کچھ تبصرہ کیا' وہ فوراً پلٹ گیا۔ ہم آگے پیچھے تیزی سے فصلوں کے درمیان چلتے چلے گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہاں تک کہ نہر کنارے اس جگہ آ گئے جہاں چھا کے نے بائیک چھپائی ہوئی تھی۔ اس نے جلدی سے بائیک نکالی' اسٹارٹ کی' تب تک میں پیچھے بیٹھ گیا تھا۔ اس نے بائیک بڑھا دی۔ ہم نہر کنارے چلتے ہوئے نور نگر کا چکر کاٹ کر دوسری طرف سے گاؤں میں داخل ہو گئے۔ گاؤں میں سناٹا تھا۔

''میرا خیال ہے' تو گھر میں نہ سو' میری طرف آ جا۔'' چھا کے نے صلاح دی۔

''نہیں' اس طرح شک ہو سکتا ہے' میں گھر ہی رہوں گا۔'' میں نے کہا تو راستے میں چھا کے کا گھر آ جانے پر اسے اتارا' پھر میں اپنے گھر کی جانب بڑھ گیا۔ اندھیرے گاؤں کی سنسان گلیاں پار کرتا ہوا' میں اپنے گھر کے دروازے پر جا پہنچا۔

گیٹ اماں ہی نے کھولا' میں بائیک لیتا ہوا صحن میں چلا گیا۔ بائیک کھڑی کر کے میں واپس پلٹا تو اماں کے ساتھ سوہنی دالان میں تھی۔ وہ دونوں ہی سوالیہ انداز میں مجھے دیکھ رہی تھیں۔ میرے کپڑوں پر جا بجا خون کے چھینٹے تھے۔ میں نے پنڈلی سے بندھے بلٹ میں سے خنجر نکالا جواب بھی خون آلود تھا' وہ میں نے اپنے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

''ماں..... ! یہ خون اس بے غیرت انسان کا ہے' جس سے بدلہ لینے کا سبق تو نے مجھے بچپن سے دیا تھا۔ مار دیا میں نے سردار شاہ دین کو.....'' یہ کہتے ہوئے میں نے اماں کے چہرے پر دیکھا' جہاں جیت کی خوشی کا خمار تھا' ماں کے چہرے پر خوشی کا وہ اظہار تھا جس میں کسی مقصد کی تکمیل کا عنصر ہوتا ہے۔ دنیا میں بہت کم لوگ ہیں جو اپنے مقصد کی تکمیل اپنی زندگی میں دیکھ پاتے ہیں اور اس خوشی کا سرور وہی جانتے ہیں' ایسا ہی کچھ اس وقت میری ماں کے چہرے پر تھا۔ اس لمحے میں نے سوہنی کے چہرے کی طرف دیکھا' وہ سرخ تھا' گال حد سے زیادہ سرخ تھے' آنکھیں بھیگی ہوئی اور لب بھینچے ہوئے' سردار شاہ دین کچھ بھی تھا اور کیسا ہی تھا' آخر اس کا باپ تھا۔ اس کا دکھ فطری تھا۔ وہ ایک لفظ بھی نہیں کہہ پائی تھی۔ میں اس کے باپ کا قاتل اس کے سامنے قتل کا اظہار بھی کر رہا تھا۔ یہ بہت جذباتی لمحات تھے' میں وہاں زیادہ دیر نہیں رکا' میرے ہاتھ میں خنجر یونہی پکڑا ہوا تھا۔ تبھی میری ماں نے ہولے سے کہا۔

''جا' اسے صاف کر کے' اپنا آپ بھی دھو لے' اس کا غلیظ خون تمہارے بدن پر نہیں ہونا چاہیے۔''

میں نے سنا اور سوہنی کی طرف دیکھے بغیر باتھ روم کی طرف چل دیا۔

میری ماں نے مجھے وہیں کپڑے دے دیئے اور پرانے کپڑے لے جا کر انہیں آگ لگا دی۔ یہ مجھے اس وقت پتہ چلا جب میں باتھ روم سے باہر آیا۔ کپڑے جل چکے تھے۔ میں اندر نہیں گیا۔ مجھے سوہنی کے دکھ کا احساس تھا مگر میں اسے کوئی دلاسہ نہیں دے سکتا تھا' اس لیے میں اپنی جائے پناہ چھت پر چلا گیا۔ وہی میرے لیے سکون کا گوشہ تھا۔ میں نے سارے ہتھیار اپنی جگہ واپس رکھے' اپنا پسندیدہ پسٹل لی اا اور چھت پر پڑی چارپائی پر آ لیٹا۔ اس وقت میں اپنے اندر اترتی ہوئی طمانیت کو محسوس کر رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

اس وقت رات کا دوسرا پہر چل رہا تھا۔ ہسپتال میں خاموشی تھی۔ جسپال کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔ وہ ایک ٹک ہرپریت کے چہرے پر دیکھ رہا تھا' جو خواب آور دوائیوں کے زیر اثر محو خواب تھی۔ وہ جس وقت یہاں پہنچا تھا' اسے سی سی یو سے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انوجیت نے نجی کمرہ میں ہرپریت کو رکھا اور اس کے جاگ جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ جسپال نے اسے جانے کے لیے کہا تا کہ وہ آرام کر لے' وہ اسے آرام کرنے کا مشورہ دیتا رہا' یوں کچھ بحث کے بعد جسپال اسے ریسرورٹ میں بھیجنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ گاڑی لے کر نکل گیا' تب سے جسپال اسے دیکھتا جا رہا تھا اور اس کی سوچیں اسے اپنے حصار میں لیے ہوئے تھیں۔ وہ اس وقت تک بہت کچھ سوچ چکا تھا۔ اگرچہ اسے بھارت آئے بہت تھوڑے دن ہوئے تھے لیکن وہ یہ سمجھ چکا تھا کہ یہاں محض جنگل کا قانون چل رہا ہے۔ جس کی طاقت ہے' وہی اپنی من مانی کرتا ہے' پتہ نہیں کب وینکوور میں ایک بحث کے دوران کسی بندے نے ایک بات کی تھی بھارت کے بارے میں' وہ اسے پوری سچائی کے ساتھ دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ بھارت پر الزام ہے کہ وہ ایک سیکولر ملک ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں ہندو راج کر رہے ہیں۔ چند ہندو خاندانوں نے پورے ملک کے لوگوں کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور مذہب کو وہ ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ہندو دھرم میں چونکہ طاقت کی پوجا کی جاتی ہے اس لیے وہ طاقت ہی کی عبادت کرتے ہیں اور اس کو مانتے بھی ہیں۔ اگر سامنے کمزور ہے تو ہندو پوری طاقت استعمال کر کے اسے کچل دینے میں ذرا برابر بھی نہیں ہچکچاتے' لیکن اگر سامنے سے کوئی طاقت ور آ جائے تو پھر کتے کی طرح دم دبا کر کونے میں لگ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہی ان کی حکومت کا فلسفہ ہے اور یہی ان کی خارجی پالیسی کی بنیاد۔ وہ بھارت اور بھارتی معاشرے کو سمجھ گیا تھا۔ یہاں صرف کمزور کو دبایا جاتا ہے اور طاقت ور کے ساتھ وہ دوستی کا تعلق بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں لیکن ہندو اپنی فطری منافقت نہیں چھوڑ سکتے۔ ایسا ہوتا ہے کہ ہر قوم کا اپنا ایک مزاج ہوتا ہے۔ یہ مزاج ماحول سے نہیں بنتا' بلکہ ان نظریات کی وجہ سے خود بخود بن جاتا ہے' جو وہ قوم رکھتی ہے۔ اب یہ ایک الگ بحث ہے کہ اس میں موروثی اثرات زیادہ شدید ہوتے ہیں کہ وہ اپنی نظریات کو اپنانے پر مجبور کر دیتے ہیں' یا نظریات آئندہ آنے والی نسلوں کی وراثتی حیثیت میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہ انہی خیالوں میں الجھا ہوا تھا کہ ہرپریت کے کراہنے کی آواز آئی۔ وہ چونک گیا اور فوراً ہی اس کے قریب چلا گیا۔ ہرپریت ہوش میں آ رہی تھی۔ اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ لمس کا احساس پا کر ہرپریت نے آنکھیں کھولیں اور مسکرانے کی موہوم سی کوشش کی جس پر جسپال کے من میں پیار بھری لہر سرائیت کر گئی اور بے حد جذباتی ہو گیا' تبھی اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''کیسی ہو؟''

اس پر وہ بولنے کے لیے کوشش پر ناکام ہو گئی' اس کے لب ہی لرزے تھے' باقی بات آنکھوں سے کہہ دی' اور تڑپ کر رہ گیا۔

''پریتی..... یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا' میں اس پر شرمندہ ہوں' تم..... موت.....'' اس نے کہنا چاہا تو ہرپریت نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبا لیا' اور آنکھوں میں یہی تاثر تھا کہ وہ ایسی بات نہ کہے۔ ''میں جانتا ہوں کہ تمہیں میری بات اچھی نہیں لگ رہی ہے لیکن یہی حقیقت ہے پریتی..... تم بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ' مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ کس نے ہم پر حملہ کروایا ہے اور اس کے پیچھے کون ہے؟ میں انہیں چھوڑوں گا نہیں.....''

اس کے یوں کہنے پر ہرپریت کی آنکھوں میں تجسس اتر آیا۔ وہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہ وہ کون ہے۔ جسپال اسے بتاتا رہا کہ وہ کون ہے' وہ پوری روداد سنتی رہی' یوں جسپال ہی باتیں کرتا رہا اور وہ سنتی رہی۔ اس دوران نرس آ گئی' اس نے چارٹ پر لکھی ہوئی ہدایت کے مطابق اسے انجکشن دیا' میڈیسن دی اور پلٹ گئی' ہرپریت دوبارہ سو گئی' لیکن جسپال کی آنکھوں میں سے نیند اڑ گئی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صبح کی روشنی پھیلنے کے ساتھ ہی ہسپتال میں گہما گہمی شروع ہوگئی تھی۔ انوجیت واپس آ گیا تھا۔

''تم ایسا کرو جسپال..... تم ریسرورٹ چلے جاؤ اور جا کر آرام کرو' پھر واپس اوگی پنڈ چلے جاؤ۔ اور بے بے کو بھیج دو' ان کا ہرپریت کے پاس ہونا ضروری ہے۔''

''جیسے تم کہو انوجیت' لیکن میرا یہاں رہنا زیادہ ٹھیک رہے گا۔ اگر بے بے آ جائے تو آسانی رہے گی' اوگی میں تمہارا ہونا زیادہ ضروری ہے۔'' اس نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے میں ابھی نکلتا ہوں۔ دوپہر تک بے بے کو یہاں لے آؤں گا یا پھر کسی کے ساتھ انہیں بھیج دوں گا۔'' اس نے سوچنے والے انداز میں کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کا اوگی میں ہونا زیادہ ضروری ہے۔ وہ کچھ دیر بعد بیٹھ کر چلا گیا تو جسپال ڈاکٹر کے کمرے میں جا پہنچا۔ کچھ دیر یونہی باتوں کے بعد اس نے پوچھا۔

''ڈاکٹر صاحب..... اندازاً ہرپریت کو ٹھیک ہونے میں کتنا وقت لگے گا؟''

''میرے خیال میں تین ہفتے تو لگ جائیں گے زخم بھرنے تک..... وہ نوجوان ہے اور کوئی ایسی بیماری وغیرہ والا مسئلہ بھی نہیں۔'' ڈاکٹر نے بتایا۔

''یہاں سے کب ڈسچارج ہو پائے گی۔'' اس نے پوچھا۔

''یہی کوئی آٹھ سے دس دن تک..... کم از کم ایک ہفتہ.....'' اس نے بتایا۔

''او کے ڈاکٹر..... میں یہی چاہ رہا تھا کہ مجھے پتہ چل جائے آخر ہمیں یہاں کتنے دن رہنا ہے۔'' جسپال نے بے دھیانی میں کہا اور پھر اس سے اجازت لے کر اٹھ گیا۔ وہ تیزی سے سوچ رہا تھا کہ یہ ہفتہ اسے جالندھر میں کیسے گزارنا ہے۔ وہ بے تاب تھا کہ وہ جلد از جلد اوگی پنڈ واپس چلا جائے اور رن ویر کو چھیڑے بغیر وہ بلجیت سنگھ کو اپنا نشانہ بنائے۔ کیونکہ رن ویر یہی چاہتا تھا کہ جسپال اس پر کھل جائے اور وہ اپنی تفتیش کے ڈانڈے اس کی ذات کے ساتھ باندھ دے..... وہ اپنے شک کو یقین میں بدلنا چاہتے تھے اور اس راستے سے جسپال کو بچنا تھا۔ اس نے اپنا سیل فون نکالا اور کیشیو مہرہ کو فون کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے فون ریسیو کر لیا' تب اس نے ڈاکٹر کی معلومات اسے دے دیں۔

''تم ایسے کرو جسپال' میں ہسپتال ہی کے نزدیک گیتا کالونی ہی میں تمہارے رہنے کا بندوبست کر دیتا ہوں ہوٹل وغیرہ میں تم محفوظ نہیں ہو گے۔ تم ریسرورٹ سے اپنا سامان لے کر وہاں آ جانا' میں تمہیں کچھ دیر بعد کال کرتا ہوں۔''

''او کے.....!'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا اور پھر ہرپریت کے پاس چلا گیا۔ وہ بے خبر سو رہی تھی۔ وہ ایک طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے اندر بھونچال اٹھا ہوا تھا۔ دشمنوں نے اسے کم از کم ایک ہفتے تک کے لیے ہسپتال تک محدود کر دیا تھا۔ تبھی اچانک اس کے ذہن میں یہ خیال آیا۔ اگر ہائی وے ہوٹل اس کے لیے محفوظ نہیں ہے تو کیا یہ ہسپتال اس کے لیے محفوظ ہو سکتا ہے؟ اس خیال نے اسے مزید مضطرب کر دیا' وہ جس قدر اس خیال پر سوچتا چلا جا رہا تھا' بہت سارے پہلو اس کے ذہن میں آتے چلے گئے۔ اس نے جلدی سے فون کال انوجیت کو ملائی' وہ ابھی جالندھر شہر سے نکلا ہی تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''خیریت تو ہے نا جسپال.....'' اس نے پوچھا تو جسپال نے اپنا خیال اسے بتایا۔

''کہہ تو تم ٹھیک رہے ہو خیر.....! میں کچھ دیر بعد تمہیں فون کرتا ہوں.....'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ جسپال نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

اس وقت وہ نجانے سوچ کی کس راہ پر نکلنے والا تھا' اس کے سامنے آنکھیں موندے ہر پریت پڑی تھی' جس کے لیے اس کے دل میں نجانے کس قدر پیار امنڈ رہا تھا۔ اس کے ساتھ بتائے وقت کی بازگشت اسے جذباتی کرتی چلی جا رہی تھی۔ تبھی دروازے پر ہلکی سی آہٹ ہوئی' پھر اس کے ساتھ ہی انسپکٹر اندر آ گیا' جسپال نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا۔

''اوئے انسپکٹر.....! یہ تیری پولیس چوکی نہیں ہے جو تو بلا اجازت اندر آ گیا ہے' چل باہر نکل۔''

''میں تم سے بات کرنے آیا ہوں.....'' اس نے کافی حد تک دھیمے لہجے میں کہا تو جسپال نے اٹھ کر سرد سے لہجے میں کہا۔

''تجھے کہا ہے نہ نکل جا' تو بس نکل جا.....''

''دیکھ میں تجھ سے بات کرنے آیا ہوں۔'' اس بار اس نے غراتے ہوئے کہا تو جسپال نے پوری قوت سے تھپڑ اس کے منہ پر مار دیا۔ انسپکٹر کو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اس لیے لڑکھڑاتا ہوا دروازے میں جا لگا۔ جسپال نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں دیا اور دوسرا تھپڑ مار دیا پھر بازو سے پکڑ کر باہر راہداری میں نکال لیا۔ باہر دو پولیس والے کھڑے ہوئے تھے' انہوں نے اپنے انسپکٹر کا حشر دیکھا تو چھڑانے کے لیے لپکے۔ تبھی اردگرد شور مچ گیا کہ پولیس والے ایک بندے کو مار رہے ہیں۔ وہ ایک نجی ہسپتال تھا اور وہاں پر سیکورٹی والے بھی تھے۔ وہ سبھی تقریباً ایک سے ڈیڑھ دو منٹ تک آپس میں بھڑتے رہے۔ جسپال نے اگر دو ماریں تو انہوں نے چار مار دیں' تب تک سیکیورٹی والے آن دھمکے' انہوں نے الگ الگ کرتے ہوئے جسپال کو ایک طرف کیا' تبھی ان کے بڑے نے پوچھا۔

''یہ ہنگامہ کیوں ہے؟''

''میں اس سے بات کرنے آیا تھا اور یہ میرے گلے پڑ گیا..... اسے نہیں معلوم کہ وردی کیا ہوتی ہے..... میں اب تجھے بتاتا ہوں.....'' انسپکٹر نے انتہائی غصے میں کہا۔

''اوئے بے غیرت سچ بتا' تو مجھ سے رشوت مانگنے آیا تھا' ورنہ سخت کارروائی سے ڈرا رہا تھا' یہ چھوڑو..... مجھے ہسپتال کے ہیڈ سے ملواؤ' میں پوچھوں' یہ ہمارے کمرے میں اجازت کے بغیر کیسے آیا' چلو اس کے پاس چلو.....'' جسپال نے تیزی سے مگر اونچی آواز میں کہا۔

''انسپکٹر..... کیا آپ نے اجازت لی تھی؟'' سیکیورٹی گارڈ نے پوچھا۔

''ہمیں کیا اجازت لینے کی ضرورت ہے اوئے۔'' انسپکٹر نے بھنا کر کہا۔

''تو چلو' پھر ہیڈ کے پاس..... وہی آپ کا فیصلہ کرتے ہیں۔'' سیکیورٹی گارڈ نے کہا۔

''تو ہمیں روک کے دکھا.....'' انسپکٹر نے غصے میں کہا تو جسپال نے ایک تھپڑ مزید جڑ دیا اور چیخ کر بولا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں روکوں گا تمہیں' تو یہاں سے جا کر دکھا۔''

اس چیخ و پکار میں لوگوں کا رش بڑھنے لگا تھا۔ تبھی ہسپتال کا ہیڈ اور مالک بھاگتا ہوا' وہاں آ گیا۔ وہ موٹی توند والا شخص تھا' جس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ اس نے آتے ہی پوچھا۔

''کیا بات ہو گئی.....؟''

سیکیورٹی گارڈ نے اپنی طرف سے تفصیل بتائی تو جسپال نے کہا۔

''یہ کیسا قانون ہے یہاں پر' گولی بھی ہم پر چلی اور یہ دھمکیاں بھی ہمیں لگا رہا ہے۔ اور آپ' کیا یہاں سیکیورٹی ایسی ہی ہے' جو چاہے' جس وقت چاہے کسی کا آ کر گریبان پکڑ لے' کیا یہ آپ کی اجازت سے ہمارے کمرے میں گھسا ہے۔''

''میں اس کے پاس آیا تھا کہ زخمی کا بیان لے لوں۔'' انسپکٹر نے حالات اور ماحول کو سمجھتے ہوئے کافی حد تک تحمل سے کہا تو ہیڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو آپ کو پہلے ہم سے اجازت لینی چاہیے تھی۔ ہم سے پوچھنا چاہیے تھا کہ مریض اس حالت میں ہے کہ وہ بیان دے بھی سکتا ہے یا نہیں' یہ تو کوئی طریقہ نہیں۔''

''میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا.....'' انسپکٹر نے کہا تو جسپال بولا۔

''اسے اپنے کمرے میں بٹھائیں اور میڈیا کو یہاں بلوائیں' اس کے سامنے اس کا چہرہ ننگا کریں..... کل سے اس کو حملہ آور پکڑ کر دیا ہے' اس کا اس نے کچھ نہیں کیا' اور بیان لینے یہاں آ پہنچا ہے۔'' یہ لفظ اس کے منہ ہی میں تھے کہ اسے کیشیو مہرہ کا چہرہ دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ اس نے آتے ہی صورت حال کے بارے میں آگاہی لی اور ہیڈ کو اپنا تعارف کرا کر بولا۔

''یہ اب آپ کی ذمہ داری ہے' کہ آپ اس انسپکٹر کے خلاف کیس بنوائیں' اسے اپنے کمرے تک محدود رکھیں' میں ابھی میڈیا والوں کو بلاتا ہوں.....'' یہ کہہ کر اس نے اپنا سیل فون نکالا اور نمبر پش کرنے لگا۔ تبھی ہیڈ کی جان پر بن گئی۔ ظاہر ہے معاملہ میڈیا میں گیا تو اس کے ہسپتال کے بارے میں بھی غلط تاثر جانے والا تھا۔ وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔

''آپ..... ذرا ٹھہریں..... ہم آفس میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں..... آیئے.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے میرا بازو پکڑا اور اپنے آفس کی جانب چل پڑا۔

انسپکٹر حالات کی نزاکت کو بھانپ گیا تھا۔ ممکن ہے آفس میں سکون سے بیٹھنے تک عقل آ گئی ہو۔ اس نے سب کے بیٹھتے ہی معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

''بلاشبہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے' مجھے آپ سے اجازت لے کر ان کے کمرے میں جانا چاہیے تھا۔ میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔''

''وہ تو ٹھیک ہے تم آئے کس لیے تھے؟'' جسپال نے غصے میں پوچھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنا سارا غصہ اس پر اتار دے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دیکھیں..... آپ کو غلط فہمی ہوگئی ہے' آپ میری بات سنیں تو میں آپ کو بتاؤں.....'' اس نے تمیز سے کہا۔

''اچھا چلو بولو۔'' کیشیو مہرہ نے تیزی سے کہا۔

''میں انہیں بتانے آیا تھا کہ کل جو حملہ آور انہوں نے ہم تک پہنچایا تھا' وہ تھانے سے بھاگ گیا ہے' اور اس سے.....''

''انسپکٹر کیوں جھوٹ بولتے ہو تم..... کل تم نے ہمارے سامنے اپنے دو حوالاتیوں کو ہسپتال روانہ کیا تھا' کیا ایسا نہیں ہے؟'' کیشیو نے طنزیہ انداز میں کہا تو وہ دھیرے سے بولا۔

''میں بس اس پر آپ سے بات کرنے آیا تھا' وہ حملہ آور.....''

''کیا ہوا اسے.....؟'' جسپال نے تیزی سے کہا۔

''وہ دونوں حوالاتی اغوا ہو گئے ہیں یا ان کے ساتھی انہیں چھڑا کر لے گئے ہیں۔ میں اپنے کل والے رویے کی معافی مانگتا ہوں۔ میں چاہ رہا تھا کہ آپ سے مل کر اس صورت حال کو سلجھا لوں۔'' انسپکٹر نے یوں کہا جیسے کہہ رہا ہو اس کے ہاتھ سے شیشے کا گلاس چھن کر ٹوٹ گیا ہو' تبھی کیشیو نے کہا۔

''تم ایسا کرو انسپکٹر..... اپنے تھانے جاؤ' میں نے عدالت میں آج کیس دائر کر دینا ہے' میں اے سی پی سے بھی ملوں گا' اور تمہاری کارکردگی بتاؤں گا' انسانی حقوق کی تنظیمیں خود تم سے پوچھ لیں گی' مہلا دل (خواتین محاذ) کو بھی متحرک کر دوں گا' اور میڈیا خود بخود ان کی طرف متوجہ ہو جائے گا' تم جاؤ' اب ہم خود سنبھال لیں گے۔''

''ٹھیک ہے جی' اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو مزید کیا کہہ سکتا ہوں۔'' انسپکٹر کو لگا کہ شاید ان تلوں میں تیل نہیں ہے یا پھر شاید اسے اپنی انسپکٹری کا جوش آ گیا ہوگا' یہ دونوں باتیں اپنی جگہ بجا' لیکن جسپال سمجھ رہا تھا کہ اسے انسپکٹر رن ویر اور اس کے ڈیپارٹمنٹ کی پوری آشیرواد حاصل ہے' وہ وہاں سے اٹھا اور تیزی سے نکلتا چلا گیا۔ تبھی کیشیو مہرہ نے ہیڈ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''دیکھیں جناب' آپ نے بھی سن لیا ہوگا' کہ اصل میں معاملہ کیا ہے۔ آپ فوراً اپنے متعلقہ اداروں کو اطلاع دیں' اس واقعہ کی' آپ اپنا تحفظ کر لیں' ممکن ہے کل کہیں جواب دہی ہو جائے۔''

جسپال یہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ یہ محض دھمکی ہے' ممکن ہے مستقبل میں ایسا کچھ نہ ہو' جس وقت کیشیو مہرہ نہیں آیا تھا' اس کے دماغ میں یہ کہیں بھی نہیں تھا کہ وہ اس واقعہ کو کیسے استعمال کر پائے گا۔ لیکن اس کے شاطر دماغ نے کر لیا وہ تو محض اپنا غصہ انسپکٹر پر اتارنا چاہتا تھا' وہ دونوں ہیڈ کے کمرے سے باہر آ گئے تھے اور پھر تیزی سے ہرپریت کے کمرے کی طرف چلے گئے۔ جسپال نے ایک بار اندر جھانک کر دیکھا' ہرپریت محو خواب تھی۔

''میں نہیں چاہتا کہ تم یہاں جالندھر میں ان لوگوں کے ساتھ دکھائی دو جو کسی نہ کسی حوالے سے جرم کی دنیا سے منسلک ہیں۔ میں نے گیتا کالونی ہی میں تمہارا بندوبست کر دیا تھا' مگر اس واقعے کے بعد مجھے نہیں لگتا کہ تم محفوظ رہو گے' اس لیے تمہیں کسی ایسے بندے کے ساتھ رکھنا ہوگا' جہاں کم از کم تمہارا تحفظ ہو سکے۔'' کیشیو نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لیکن یہاں ہرپریت.....؟'' جسپال نے کہنا چاہا تو وہ بولا۔

''یہ انوجیت کی ذمہ داری ہوگی' دشمن ہمیں ایک جگہ محدود کر دینا چاہتے ہیں' ایسا نہیں ہونا چاہیے۔''

''ہمیں محدود کرنے سے انہیں کیا فائدہ ہوگا؟'' اس نے پوچھا۔

''وہ ہمیں دیوار کے ساتھ لگا کر یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہم مدد کے لیے کس کی طرف دیکھتے ہیں یا کون ہماری مدد کو آتا ہے؟ اس سے سارا معاملہ آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ دوسرا ہمارے ایک جگہ محدود ہو جانے سے اگر ان پر کوئی حملہ نہیں ہوتا تو بھی وہ سمجھ جائیں گے..... تم ان کے سامنے بھی رہو' لیکن انہیں نقصان پہنچا دو..... میں یہی چاہتا ہوں۔''

''اب کرنا کیا ہے.....؟''

''فوراً تم اوگی میں چلے جاؤ..... اور تمہارا آمنا سامنا بلجیت سے ہو جائے شرط یہ ہے کہ وہ تم پر حملہ آور ہو' ملازمین کی صورت میں کچھ بندے تیرے ساتھ بھیج دوں گا۔''

''ٹھیک ہے' انوجیت آجائے تو میں اوگی پنڈ چلا جاؤں گا۔''

''او کے..... ! میں دو پہر دو بجے کے قریب تجھے ریسورٹ میں ملتا ہوں۔ وہیں تجھے بتاؤں گا کہ میں نے کیا کیا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا اور باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ چند لمحے کمرے کے باہر کھڑا رہا' پھر ہرپریت کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ وہ ہنوز محوِ خواب تھی۔ اس کے چہرے پر پیلاہٹ واضح تھی' وہ اس میں کھویا ہوا تھا کہ انوجیت کا فون آ گیا۔

''جسپال' ہسپتال میں کیا ہنگامہ ہو گیا؟''

''ہو کر ختم بھی ہو گیا۔'' یہ کہہ کر اس نے اختصار سے ساری بات کہہ دی۔ تب وہ بولا۔

''میں ایک گھنٹے میں ہسپتال آجاتا ہوں' لیکن میرے آنے سے پہلے ہی کچھ لڑکے وہاں آجائیں گے۔ اب ہرپریت کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔''

''میں انتظار کر رہا ہوں۔'' جسپال نے کہا تو اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد پھوپھو کلجیت کور کے ساتھ انوجیت آ گیا۔ اس نے آتے ہی کہا۔

''جسپال..... ! اب تو آزاد ہے' جو چاہے کر' میں ہرپریت کو سنبھال لوں گا۔''

''پتر..... ! یہ حالات تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ اس سے آگے بہت سخت حالات آنے والے ہیں۔ دشمن بہت طاقتور ہے' اور یہ جنگ کب تک رہے گی' اس کا کوئی پتہ نہیں' میری ہرپریت تو ایک دو ہفتے بعد ٹھیک ہو جائے گی لیکن رب تیری خیر کرے۔ دشمن تیری تاک میں ہیں۔''

''رب خیر ہی کرے گا پھوپھو..... تو دل تھوڑا نہ کر' مجھے اوگی پنڈ جانے دے' پھر میں بلجیت سنگھ کو بھی دیکھ لیتا ہوں' اور رن ویر کو بھی' ایک نہ ایک دن تو آمنے سامنے ہونا ہی ہے۔'' اس کے لہجے میں سے غصہ چھلک رہا تھا۔

''جو کچھ بھی ہے پتر' لیکن جنگ میں جوش سے زیادہ ہوش کی ضرورت ہوتی ہے۔ تیرے دشمن طاقتور ہی نہیں' انتہائی چالاک بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔ کلجیت کور نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کی بات ذہن میں رکھوں گا پھوپھو جی.....'' یہ کہہ کر اس نے انوجیت کی طرف دیکھا' پھر ایک نگاہ ہرپریت پر ڈالی اور باہر کی طرف نکلتا چلا گیا۔ اس کا رخ ریسورٹ کی طرف تھا' جہاں کچھ دیر بعد اس سے کیشیو مہرہ نے آن ملنا تھا۔ وہ جالندھر بائی پاس پر موجود ریسورٹ پہنچا تو اسے یقین ہوگیا کہ کوئی اس کا تعاقب نہیں کر رہا ہے۔ اس نے جاتے ہی اپنا سامان سمیٹا اور بیگ تیار کر کے باہر کاؤنٹر تک آ گیا۔ اس نے وہاں ادائیگی کی' یہاں تک کہ اس میں دو بج گئے اور کیشیو کا فون آ گیا۔ وہ وہیں پر پہنچ رہا تھا۔

وہ دونوں لابی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیشیو اسے بتا چکا تھا کہ اس نے اے سی پی کو مطلع کر دیا ہے اور دوسری درخواست گزار دی ہے۔ چند چینل کے رپورٹرز کے ساتھ رابطہ کر کے انہیں اس راہ پر لگا دیا ہے وہ خود ہی خبر بنا کر چلائیں گے۔ وہ صحافیوں کو چلانے کا ہنر جانتا تھا' اس نے کافی حد تک ان کی ضرورت پوری کر دی تھی اور وہ جی جان سے اس کی مدد کرنے کو تیار ہو چکے تھے۔

''اب تم سکون سے اوگی پنڈ جاؤ' اور تمہارا پہلا ٹارگٹ یہی ہونا چاہیے کہ بلجیت سنگھ کسی نہ کسی طرح اپنے بل سے نکلے اور پھر جس طرح پہلے دھمکیاں دے گیا تھا اسی طرح پھر دے' دوسری طرف تم نے رن ویر کو دباؤ میں رکھنا ہے کہ تم پر حملہ آوروں کا کیا بنا' چاہے روزانہ تمہیں پولیس چوکی جانا پڑے۔''

''میں سمجھ گیا کہ تم کیا کہنا چاہ رہے ہو' یہاں ہر حال میں ہرپریت کا خیال رکھنا' میرا سارا دھیان ادھر رہے گا۔'' جسپال نے آہستگی سے کہا تو کیشیو ہنستے ہوئے بولا۔

''اب اوگی اتنا بھی دور نہیں ہے یار' بیس منٹ کا راستہ ہے' جب دل چاہے آ جانا' اور پھر کبھی کبھی تجھے عدالت میں بھی آنا ہوگا شاید' میں نے مقدمہ بھی تو دائر کر دیا ہے' اگرچہ فیصلہ دو چار برسوں میں تو نہیں ہونے والا۔''

''کیشیو.....! تم میری جائیداد والا معاملہ جلد سے جلد حل کر دو' باقی میں دیکھ لیتا ہوں۔'' جسپال نے یوں کہا جیسے اس کی زنجیریں کھل جائیں گی۔

''صرف ایک یا دو ہفتے' تمہارا کیس متعلقہ محکمے کے اہلکاروں نے دیکھ لیا ہے' اب بس ان کے ساتھ رشوت طے ہونی ہے۔''

''تو وہ کرو نا..... دیر کس بات کی ہے؟'' جسپال نے تیزی سے کہا۔

''وہ بھی ہو گیا سمجھو' میں نے ایک دو دن میں فائنل کر لینا ہے۔'' وہ اطمینان سے بولا۔

''اندازاً کتنی رقم مانگ سکتے ہیں' میں اس کا.....'' جسپال نے کہنا چاہا تو وہ ٹوکتے ہوئے بولا۔

''نہیں ضرورت..... جسمیندر نے اکاؤنٹ میں خاصی رقم ڈال دی ہے' تم اس کی فکر نہ کرو۔''

''چل ٹھیک ہے پھر' میں نکلتا ہوں۔'' وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

''ہاں وہ میں نے تمہارے لیے دس بندوں کا انتظام کر دیا ہے' وہ تیرے ساتھ حویلی میں رہیں گے' میں نے انہیں اوگی بھیج دیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔'' کیشو نے اس سے اٹھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' جسپال نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دونوں باہر کی جانب چل دیئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اوگی پہنچ گیا۔ وہ سیدھا کوٹھی گیا۔ وہاں اس نے سامان وغیرہ رکھا پھر جوتی کو بتایا کہ حویلی میں رہنے کے لیے کوئی بندوبست نہیں ہے' وہاں چند لوگوں نے رہنا ہے' اس لیے کم از کم ان کے سونے کا بندوبست کرنے کے لیے بستر نکال دے اور رات کا کھانا تیار کردے۔ ایسی ہی باتیں بتا کر وہ حویلی کی طرف چل پڑا۔ وہ راستے ہی میں تھا کہ اس کا سیل فون بج اٹھا۔ وہ رن ویر کا فون تھا۔

''واپس اوگی آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں جسپال.....''

''اچھا کیا' تم نے خود فون کرلیا' ورنہ میں تیری طرف خود آنے والا تھا۔'' اس نے سرد لہجے میں کہا۔

''تو اب آ جاؤ' میں چوکی ہی میں بیٹھا ہوا ہوں۔ کیا تمہارے ساتھ ہر پریت نہیں آئی' سنا ہے کسی نے اسے گولی ماردی تھی۔''

''اب تمہیں ساری بات کا پتہ ہے تو کیوں چغل خور عورتوں کی طرح کن سوئیاں لے رہے ہو۔'' یہ کہہ کر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

''سنا ہے تم نے حویلی میں بدمعاش بھی بلا لیئے ہیں۔ دیکھنا' یہ جو کچھ بھی کریں گے' اس کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہوگی۔''

''میں اپنی ذمہ داری جانتا ہوں رن ویر' تم نہیں جانتے ہو۔ اب تک کیا تفتیش کی تم نے..... لگتا ہے تمہیں اب اپنا نام بدلنا پڑے گا۔ وہ کیا کہتے ہیں انہیں جو کسی کا پھینکا ہوا اٹھا کر کھاتے ہیں۔'' اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ لیکن غصہ اس کے لہجے سے چھلک گیا تھا۔

''جسپال..... ! تم مجھے نہیں جانتے..... مگر آہستہ آہستہ جان جاؤ گے..... میں بندے پر فوراً ہاتھ نہیں ڈالتا' بلکہ اسے مجبور کردیتا ہوں کہ وہ خود چل کر میرے پاس آئے' تمہیں بھی آنا ہوگا۔ پھر تم جتنے سوال کرنا' میں ان کے جواب دوں گا اور اگر سوال نہ کر سکے تو پھر جواب فوراً دینا۔'' اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''اب تو چل پڑے ہیں رن ویر..... دیکھنا' کیا ہوتا ہے۔'' جسپال نے کہا اور فون بند کردیا۔

وہ اوگی پنڈ میں پہنچ کر حویلی کے سامنے جا رکا تھا۔ حویلی کے باہر دیگیں چڑھی ہوئی تھیں۔ ایک ٹرک سائیڈ میں کھڑا تھا جس میں سے مزدور سامان اتار کر اندر لے جا رہے تھے۔ سامنے ہی ایک نوجوان سکھ لڑکا کھڑا تھا' جس نے سفید پتلون' پیلے اور ہلکے سبز رنگ کی شرٹ اور سفید ہی پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ اس کی چھوٹی چھوٹی داڑھی تھی' وہ اس کی گاڑی کی طرف متوجہ تھا۔ جس پال جب کار سے اتر کر دروازہ بند کر چکا تو وہ آگے بڑھا اور زوردار انداز میں ہاتھ ملاتے ہوئے بولا۔

''میں پریال سنگھ ہوں بائی جی' باقی کو میں ہی لیڈ کروں گا۔''

''اوہ پریال..... ! کیسے ہو؟ یہ دیگیں اور یہ سامان.....؟'' اس نے ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''دیگیں اس لیے چڑھائی ہیں کہ لوگ یہاں سے آ کر کھانا لے جائیں۔ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے نا کہ حویلی آباد ہوگئی ہے اور باقی رہی سامان کی بات تو بائی جی ہم نے یہاں رہنا ہے بستے گھروں میں سامان کے بغیر کیسے رہا جا سکتا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مطلب..... تم لوگ سارا بندوبست کر کے آئے ہو۔'' جسپال نے کہا۔

''جی بائی جی' کیشیو صاحب نے کہا ہے کہ آپ کو فون کال بھی نہ کرنی پڑے' رقم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔''

''کیشیو صاحب بہت اچھے ہیں۔'' میں نے کہا تو وہ حویلی کی جانب بڑھتے ہوئے بولا۔

''آئیں' میں آپ کو سب سے ملواتا ہوں۔''

''ہاں چلو۔'' جسپال نے کہا اور دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

☆ ☆ ☆

دن اچھا خاصا نکل آیا تھا جب میری آنکھ کھلی' میں چھت پر ہی پڑا تھا۔ مجھے کسی نے جگایا ہی نہیں تھا۔ میں رات سونا نہیں چاہتا تھا لیکن نجانے اتنے زوروں کی نیند کہاں سے آ گئی۔ سورج کی گرمی کا احساس ہی تھا' جس نے مجھے جاگنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا' پھر اٹھ کر نیچے آ گیا۔ میں سیدھا باتھ روم میں گیا۔ وہاں خوب نہا کر کسلمندی دور کی' واپس اندر کی طرف آیا تو کمرے میں ناشتہ لگا ہوا تھا۔ مگر نہ اماں دکھائی دی اور نہ سونی۔ میں نے ناشتہ کیا' ٹھنڈی لسی کے گلاس نے پرسکون کر دیا۔ میں اس وقت گلاس رکھ کر تھوڑا سکون کرنا چاہ رہا تھا کہ سونی کمرے میں آئی' وہ کافی حد تک سوگوار سی تھی۔ میں نے ایک نگاہ اس کی طرف دیکھا' وہ ایک ٹک میری طرف دیکھے چلی جا رہی تھی۔ اس کے لب دھیرے دھیرے لرزاں تھے۔ میں فی الحال اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے فوراً ہی باہر جانے کا سوچا' میں نے اپنا جوتا پہنا اور باہر جانے کی نیت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بھانپ لیا کہ میں جانا چاہتا ہوں' اس لیے سونی نے بڑے نرم انداز میں اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر رکھ دیا۔ میں نے مڑ کر اسے دیکھا' اس نے ایک لمحہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور پھر میرے گلے لگ کر زار و قطار رونے لگی۔ میں نے اسے رونے دیا۔ ہچکیوں اور سسکیوں میں اس کا بدن لرزنے لگا۔ میں نے اسے سنبھالا دیا اور خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کڑوا گھونٹ تو تجھے پینا ہی ہوگا سونی۔''

''میں..... میں..... تو ذہنی طور پر پہلے ہی تیار تھی۔ مگر اتنی جلدی ایسا ہو جائے گا' یہ میں نے نہیں سوچا تھا..... باپ..... ملا بھی..... تو بس چند گھنٹے.....'' یہ کہتے ہوئے وہ پھر سے رونے لگی۔

''سونی..... جتنا رو سکتی ہو' اپنے باپ کو رو لو' پھر اس کے بعد نہیں رونا..... سوچو' تم چند گھنٹے کے باپ کو رو رہی ہو' جو تمہیں بھی زندہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا' میں بھی تو ہوں..... جسے باپ کے لمس کا احساس تک نہیں' مجھ سے میرے باپ کی شفقت چھیننے والا وہی شخص تھا' اب رو لو جتنا رونا ہے.....'' میں نے بہت حد تک اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''کیا میں اپنے باپ کی میت پر جا نہیں سکوں گی۔ میں اس کا چہرہ آخری بار نہیں دیکھ سکوں گی؟'' سونی نے کہا۔

''میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا' میں ابھی باہر جاؤں گا' باہر کی فضا کیا ہے' اس بارے میں معلومات لوں گا' پھر کچھ کہہ سکتا ہوں۔'' میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''اگر ممکن ہو سکے تو خدارا.....'' اس نے منت بھرے انداز میں کہا تو میں نے اس کی آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سونی..... اتنی نرم دل مت بنو' جو لوگ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں' انہیں بھولنا پڑتا ہے۔ نہ بھولیں تو روگ بن جاتا ہے۔ جس کی مثال میں ہوں۔ مردہ چہروں کو آنکھوں میں مت رکھو۔ لیکن اگر تم چاہتی ہو تو حویلی چلی جاؤ' میں اماں کے ساتھ تمہیں بھیج دیتا ہوں۔ مجھے نہیں لگتا کہ.....'' میں نے فقرہ جان بوجھ کر ادھورا چھوڑ دیا۔

''اماں تو صبح کی وہاں چلی گئی ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے وہاں دھتکار دیا جائے گا۔'' سونی نے کسی حد تک خود پر قابو پالیا تھا۔

''پھر بھی تم چاہتی ہو؟'' میں نے حیرت سے پوچھا۔

''ضروری تو نہیں کہ بندے کی ساری خواہشیں پوری ہو جائیں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے ایک گہری سانس لی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اس نے میرا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ میں بھی اس کے پاس وہیں بیٹھ جاؤں' میں نے لمحہ بھر کو سوچا اور پھر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''دیکھ سونی' تجھے چاہے جائیداد کی بھوک ہے یا نہیں لیکن شاہ زیب کو ہے' وہ کسی صورت بھی تجھے زندہ نہیں دیکھنا چاہے گا۔ اب تجھے اپنے اپنے راستے سے ہٹانے کا وہ کوئی طریقہ بھی آزمائے' ممکن ہے وہ تجھے بہن کا مان اور عزت دے کر حویلی بھی لے جائے یا پھر سیدھے سبھاؤ قتل کروانے کی کوشش کرے یا ممکن ہے کوئی سازش کر کے قتل کروائے..... اس سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔''

''میں جانتی ہوں جمال.....! مجھے جائیداد کی قطعاً کوئی بھوک نہیں۔ اور نہ ہی میں اس کے لیے کوشش کروں گی' میری ماں کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ میں سکون سے زندگی گزار لوں' اور اگر میری ماں بھی مجھے اپنے گلے نہ لگائے تو مجھے اتنا یقین ہے' تو مجھے ضرور اپنی جوتیوں میں جگہ دے دے گا۔'' سونی نے کچھ اس انداز سے کہا کہ میرے دل میں اس کے لیے ہمدردی' پیار اور محبت کی لہریں ایک دوسرے سے اٹھکیلیاں کرتی ہوئی کہیں دور تک پھیل گئیں۔

''یہ یاد رکھو' میں اب تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا' لیکن کبھی بھی تم پر نہ اپنا دعویٰ رکھوں گا اور نہ جبر کروں گا' تم اپنی مرضی کی مالک ہو' جو چاہو سو فیصلہ کرو۔'' میں نے اپنی سوچ کا اظہار کر دیا۔ تبھی اس نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور بولی۔

''میں تجھے اپنا دل دے چکی ہوں جمال' ایک عام لڑکی جب اپنا دل دے دیتی ہے نا' تو پھر وہی اس کا سب کچھ ہوتا ہے' وہ چاہے جان لے لے یا زندہ رکھے..... میں تو پھر ایک طوائف ہوں' طوائف کا جس پر دل آ جائے نا' وہ.....'' سونی نے کہنا چاہا تو میں نے اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ پھر گہری سنجیدگی سے کہا۔

''کیا تم ایسا نہیں کر سکتی ہو کہ خود کو طوائف سمجھنا چھوڑ دو' اس زندگی کو بھول جاؤ؟''

''تم چاہو تو.....'' اس نے بڑے گھمبیر لہجے میں جواب دیا۔

''سونی.....! میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا' میں تم سے محبت محسوس کرتا ہوں اور بلاشبہ تم اتنی پیاری ہو' ایسی ہو کہ تم سے محبت کی جائے' لیکن مجھے خود پر اعتماد نہیں ہے' آج میں ہوں' پتہ نہیں اگلے چند لمحوں میں' یا محض چند گھڑیوں میں نہ رہوں' کوئی بھی سنسناتی ہوئی گولی' میرا جسم ٹھنڈا کر دے..... اور پھر.....''

''ایسا نہ کہو جمال.....!'' اس نے تڑپ کر کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں..... مجھے کہنے دو..... جس طرح کی جنگ میں نے چھیڑ لی ہے اس میں بہت کچھ بھی کچھ نہیں ہے۔ کل اگر شاہ زیب مجھے اپنے ڈیرے پر مار دیتا تو کیا ہوتا' زندگی اور موت بے شک اللہ کے ہاتھ میں ہے لیکن یوں بھی تو ہو سکتا ہے نا میری باقی زندگی کسی جیل خانے میں گزر جائے' یا میں اشتہاری بن جاؤں۔ زندہ ہوتے ہوئے بھی تم تک رسائی نہ ہو؟'' میں نے اسے اس حقیقت سے آگاہ کیا جس کے بارے میں وہ بھی اچھی طرح آگاہ تھی۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی پھر بولی۔

''تم ایسا کیوں نہیں سوچتے ہو کہ تمہارا جو مقصد تھا' وہ پورا ہو چکا۔ ہم یہ جگہ' یہ علاقہ ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ میں اپنی زندگی کو چھوڑ دیتی ہوں۔ ہم کسی دوسری جگہ ایک نئی زندگی کا آغاز کریں۔''

''بہت اچھی بات ہے۔ میں بھی ایک پرسکون زندگی چاہتا ہوں' ایک پرسکون گھر کا خواب میرے اندر بھی ہے' لیکن سوہنی' کیا یہ سب ایک دو دن میں ہو سکتا ہے' ہمیں یہاں سے سمیٹ کر کسی نئی جگہ پر جا کر' نئی زندگی شروع کرنے میں کچھ دن تو لگیں گے۔ میں تیری بات مان لیتا ہوں' پھر بھی اگر میری زندگی میں سکون نہ رہا' وہی سب کچھ ہوا' جو میں نے تمہیں پہلے کہا ہے تو پھر.....؟'' میں نے تیزی سے کہتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''وہ جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔''

''سوہنی..... تب مجھے وہ زندگی چھوڑتے ہوئے بہت دکھ ہوگا۔ اتنا دکھ کہ شاید تم اس کا تصور بھی نہ کر سکتی ہو۔ اس وقت میری اکیلی جان ہے' میرے ساتھ کچھ بھی ہو جائے' مجھے کچھ فرق نہیں پڑنا۔''

''تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس وقت تم اکیلی جان ہو' کیا اماں نہیں ہے' کیا میں نہیں ہوں۔'' اس نے تڑپ کر کہا۔

''سن.....! جب اماں نے مجھے یہ راستہ دکھایا تھا تو ساتھ میں یہ سبق بھی دے دیا تھا کہ پتر' خود کو اکیلا ہی سمجھنا' میری فکر مت کرنا' میرے بارے میں سوچو گے تو کچھ بھی نہیں کر پاؤ گے' یہ سبق میں نے یاد رکھا' اس نے مجھے حوصلہ دیا' آج میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہوں لیکن یہ کامیابی ابھی ادھوری ہے' شاہ زیب نے پلٹ کر مجھ پر وار کرنا ہے' اور میں بزدلوں کی طرح یہاں سے بھاگ جانا نہیں چاہتا' یہیں رہنا چاہتا ہوں' اور جہاں تک تمہاری بات ہے' تمہارا یہ چند دن کا ساتھ مجھے یوں لگتا ہے جیسے ہم صدیوں سے ایک ہوں۔ بلاشبہ تم مجھے اچھی لگتی ہو' لیکن تم بتاؤ' کیا میں ان حالات میں ایک گھر بنا سکتا ہوں' تمہارے خوابوں میں رنگ بھر سکتا ہوں۔'' میں بے حد جذباتی ہو گیا تھا' اس لیے کہتا چلا گیا۔

''جمال.....! تم جو سوچو' جو چاہو' میں تمہاری ہوں' زندگی کے آخری لمحے تک میں تیری منتظر رہوں گی' میں اپنا آپ تیرے لیے وقف کر چکی ہوں۔'' اس نے آہستگی سے کہا اور اپنا سر میرے کاندھے پر رکھ دیا۔ تبھی میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''زندگی میں بھی جینا چاہتا ہوں' لیکن اک ذرا صبر' میں نے خود یہاں نہیں رہنا' یہاں سے دور' بہت دور چلے جانا ہے' تم جانتی ہو کہ میں یونہی اچانک اس کھیل سے نہیں نکل سکتا۔ ذرا وقت لگے گا' اور تم میرے ساتھ اس وقت تک کا انتظار کر لو۔''

''میں تمہاری ہوں' تم میری زندگی کے مالک ہو۔ جو چاہو اور جیسا فیصلہ کرو' مجھے قبول ہوگا۔'' اس نے حتمی انداز میں کہا۔ تبھی میں نے اس کی زلفوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

''بس یہی یقین رکھنا کہ میں تمہارا ہوں اور تمہارا ہی رہوں گا۔ یہ چند دن' چند ہفتے بھی ہو سکتے ہیں' چند مہینے' پھر ہم ایک نئی زندگی کا آغاز

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کریں گے اور اگر میں نہ رہا تو.....''

''ایسا مت سوچو.....'' اس نے جلدی سے خود کو الگ کر کے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

''تم یہ باتیں برداشت نہیں کر پا رہی ہو تمہیں تو میرے ساتھ چلتے ہوئے بہت بہادر ہونا پڑے گا۔ بہت حوصلہ رکھنا پڑے گا۔'' میں نے اس کے ہونٹوں کی نرماہٹ کو اپنی انگلی کی پور سے محسوس کرتے ہوئے کہا۔

''تم دیکھنا جمال' میں تیرے رنگ میں خود کو کیسے رنگتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ دوبارہ میرے کاندھے سے لگ گئی۔ میں کچھ دیر اس کی پیٹھ تھپکتا رہا' ایسے میں گیٹ بجنے کی آواز آئی..... وہ مجھ سے الگ ہوگئی' میں اٹھا اور گیٹ تک گیا۔ باہر چھاکا تھا' وہ خاموشی سے چلتا ہوا میرے ساتھ دالان میں آ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا۔

''اماں نہیں ہے؟''

''وہ حویلی گئی ہے۔ سنا ہے سردار شاہ دین قتل ہوگیا ہے۔'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ مقصد یہی تھا کہ وہ اس حوالے سے مجھے مزید باتیں بتائے۔

''ہاں..... سنا تو یہی ہے' کوئی کہتا ہے اس نے خودکشی کر لی ہے' اور کوئی کہتا ہے قتل ہوا ہے' وہ کوئی بہت ہی ظالم قاتل تھا جس نے اس کے نرخرے پر خنجر پھیر دیا۔ ویسے اگر وہ خودکشی کر لیتا تو زیادہ اچھا نہیں تھا؟'' چھاکے نے سرسری انداز میں پوچھا۔

''میرے خیال میں اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی ہوگی۔ خیر..... پتہ چلا کہ شاہ زیب کیا کہتا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''وہ ابھی تک خاموش ہے۔ پولیس آئی تھی صبح صبح..... کیونکہ قتل کا پتہ ہی صبح چلا ہے۔ رات سارے ملازمین اور سیکیورٹی گارڈ ڈیرے پر تھے۔ وہاں کیا کھچڑی پکتی رہی ہے یہ تو ابھی معلوم نہیں ہوا۔ مجھے چاچا بیرو ابھی نہیں ملا' میں ایک چکر اس کے گھر کا لگا آیا ہوں' وہ حویلی میں ہے' آتا ہے تو معلوم ہو جائے گا۔''

''تو پولیس کے آنے کے بارے میں بتا رہا تھا۔'' میں نے پوچھا۔

''ہاں پولیس آئی تھی' انہوں نے لاش کو قبضے میں لے لیا ہے اور قصبے والے ہسپتال میں لے گئے ہیں۔ شاہ زیب بھی ساتھ ہے' یقیناً اب ایف آئی آر درج ہوگی' سردار تو پورا زور لگا دیں گے قاتل پکڑنے کے لیے۔''

''علاقے کی کیا صورتحال ہے' کیا علاقے میں یہ بات گردش نہیں کر رہی ہے کہ شاہ زیب اپنے باپ کا قاتل خود بھی ہو سکتا ہے' اس نے کسی کرائے کے قاتل سے یہ قتل کروایا' کیونکہ وہ اپنے باپ سے ناراض تھا' سیکیورٹی والوں کے ساتھ ڈیرے پر تھا' شک تو جاتا ہے نا اس کی طرف.....'' میں نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ہاں..... یہ تو ممکن ہے کہ ایسی بازگشت بھی ہو' پھر ناراضگی کی وجہ بھی سامنے آئے گی' پولیس والے تو جانتے ہیں نا کہ شاہ زیب ناراض تھا' ایک دوسرے کے ساتھ اچھی خاصی جھڑپ بھی ہو چکی تھی۔'' چھاکے نے بھی سوچتے ہوئے کہا۔

''تو اچھا ہے ناراضگی کی وجہ معلوم ہو جائے' علاقے میں پتہ چلے گا تو ساری کہانی لوگوں پر کھل جائے گی' میرا خیال ہے سوہنی کو اس علاقے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں عزت واحترام ملنا چاہیے۔ یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ طوائف نہیں ہے۔'' میں نے چھاکے کی طرف دیکھ کر کہا۔

''سب کچھ ممکن ہے' جمالے..... دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ شاہ زیب پر ہی ہے نا کہ وہ شک کی انگلی کس کی طرف کرتا ہے۔ پھر وہیں سے بات چلے گی۔ میرے خیال میں یہ چند دن تو وہ کچھ نہیں کر پائے گا۔ ظاہر ہے ان کے تعلق کا دائرہ وسیع ہے۔ اس کا اپنا ایک سیاسی اثر ورسوخ بھی تھا' یہ سلسلہ چلے گا' پھر دیکھیں گے کیا ہوتا ہے۔'' وہ یوں بولا جیسے راوی ابھی چین ہی چین لکھتا ہے۔

''گاؤں کے لوگ کیا کہتے ہیں۔ نورنگر میں تو حیرت پھیل گئی ہوگی۔'' میں نے پوچھا۔

''ہاں' حیرت تو ہے وہ سوچ رہے ہیں کہ اتنے بڑے بندے پر ہاتھ کس نے ڈال دیا۔ خیر.....! جمالے جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا' تم ذہن میں رکھنا کہ اس قتل کی تفتیش بڑے اعلیٰ پیمانے پر ہوگی اور ہوسکتا ہے اگر شاہ زیب نے چاہا تو..... ورنہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔'' اتنا کہہ کر اس نے آہستگی سے کہا۔ ''تم بہت محتاط رہنا۔''

''میں محتاط ہی ہوں۔ میں بہت کچھ سوچ چکا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ شاہ زیب کیسی سوچ رکھتا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں ابھی کچھ نہیں کرنا' ہاں اگر اس نے کچھ کیا تو اپنا دفاع کرنا تو بنتا ہے چھاکے.....''

''وہ تو ہے..... خیر.....! اب دیکھتے ہیں کہ اپنے منہ سے ہوا کیا نکالتا ہے تو پھر سوچیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے.....'' یہ کہہ کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پوچھا۔ ''اماں تو حویلی گئی ہے' کیا سوہنی بھی گھر پر نہیں ہے۔''

اس نے اتنا ہی پوچھا تھا کہ کچن میں سے سوہنی نے آواز دی۔

''ہاں چھاکے کیا بات ہے' میں ادھر چائے بنا رہی ہوں تمہارے لیے۔''

''بس یہی کہنا تھا میں نے..... جلدی سے بنالاؤ.....'' اس نے کہا اور میری طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس سے پہلے کہ ہم کوئی بات کرتے' گیٹ پر دستک ہوئی' میں قدرے حیران ہوا کہ اماں کو دستک دینے کی کیا ضرورت' دروازہ تو کھلا ہوا ہے ممکن ہے کوئی اور ہو' یہی سوچ کر میں اٹھا اور گیٹ تک گیا۔ میں نے باہر جھانکا تو سامنے ڈی ایس پی کھڑا تھا' اس کے ارد گرد بہت ساری پولیس کی نفری تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں باہر والا کمرہ کھولتا ہوں۔''

یہ کہہ کر میں نے گیٹ بند کرنا چاہا تو اس نے میرا بازو پکڑ لیا' پھر بڑے سرد سے لہجے میں بولا۔

''میں تمہیں گرفتار کرنے کے لیے آیا ہوں۔ چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔'' میں نے اس کے چہرے پر دیکھا اور پھر پلٹ کر اندر کی جانب نگاہ دوڑائی' سوہنی اور چھاکا مجھے دیکھ رہے تھے۔ میرے سامنے ڈی ایس پی' میرا بازو پکڑے ہوئے میری گرفتاری کا اعلان کر چکا تھا۔

☆.....☆.....☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY